

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
انا احب الي الله احسن مني

رسالة شريفة

ارشاد النعيم لرفع اللبس

مولفہ مولوی محمد علیم اللہ صاحب مدرسہ

جناب فیض انتساب مولوی محمد نعیم اللہ صاحب مدرسہ
القلندر قادری ساکن بالک محلہ علی نگر شہر گورکھپور

فہمائش مولوی محمد حبیب اللہ صاحب مدرسہ اور مولوی
محمد نعیم اللہ صاحب مدرسہ

مطبع اشاعتیہ ہاشمیہ
دربار اشاعتیہ ہاشمیہ



البتیم الرحمن الرحیم

بعد از صدای من و علی لغت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ و آلہٖ و سلم دعا بہ کی و فرمایند کہ ایک فرزند
 فیض است تا قیام برحق و کتبہ طلق بخزن ملوم روحانی و مدنی و عرض جان کا شرف قایم شود
 و منقول و ہفت حقایق ذریعہ وصول جناب می مولوی محمد نجم اللہ حق است برکاتہ
 و نوالہ از الٰہ شمس جلالہ نے کہ الٰہ کا ایک مصداق ہیں۔ ناچیز نے تینہ فراساں در ہر مقرر
 محمد علیہ السلام سے فرمایا کہ عیادہ پانچ برس کا ہو گا ہی کہ مستحق شہادت بائیس عمر خضر بارہ تعویذ و اربع
 ماہ ورم کی خدمت اسرہ فرمیں و برکستہ میں جناب لہ ماجد لہ کہ جب حضرت مولانا شاہ محمد ولی اللہ
 معروفی اقلندہ رقاد کے لکھ کر دیا تھا کہ اوسکا جواب خود اور محمد مجاہد نے ایسا لکھا کہ وہ عرف
 عن الافعال ہوا۔ حال میں ایک مقرر نے پھر حیرت اضاوت کیے ہیں مومین جاہتا ہوں کہ لکھا جواب
 تو لکھ کر دیا کہ جو کجی شہرت اشتعال خود و انجیب اللہ کہ ضیق فرصت ہی و ہر چندان ہم و خود
 نہیں ہی۔ ہر چند آج تیر ناچیز کو حرف ایک لکھنی کی بھی لیاقت نہیں ہی لکھ کر آوریں تا کہ
 بنیا کو سعادت داریں سمجھ کے کہ بہت کی اندھی ہو کل خدمت قلیل یعنی چار روز میں قلم شہادت
 طلب یا پس خدمت لکھ کر خود برکستہ میں جناب عیادہ لکھ کر دیا کہ لکھ کر آنا اور نام اسکا لکھ کر

کہ فیض اللہ تم کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ قبول اہل بیت کے خاص نام کرے اور اسی ذریعہ سے میرے شہر ہمراہ جانبازان
 حسین علیہ السلام کرے۔ آمین ثم میں یہ اہل البیت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور اہل بیت کے
 لشکر یان بیدار بن جوشی و نجیہ کا باجا بیا تھا۔ اور خلیہ اہلیت میں تو کلمہ می پڑھا۔ اور یہ طرح سے
 میرے عزیزہ دران بخشی شی کا باجا بیا ہیں۔ اول تو باجا حرام۔ دو کلمہ دالم میں باجا کیسا۔
 باجو آلہ خوشی ہے کہ تم کلمہ کے ساتھ یہاں بھی جو کلمہ کوئی باجا بیا تو کیسا معلوم ہوگا۔ ہم حسین بن
 یہ باجا کہ اب ہو سکتا ہے بیت باجا بیا پیر و سنی دیکر بھی خیر نیل عام شہید کی جواب
 جناب خ۔ عظیم و بزرگ مودعی محمدیہ جہان نے رسالہ التبیین میں اس عترت کے جو جواب
 اہل بیت ششم دے کر کیا ہے۔ باقیہ ہم سے سنئے۔ وہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نام کیا کہ
 آسمان بنوں رسالت مہول سورج میں گن لگ گیا جو چھترہ اٹھایا جاتا تھا خون
 منجمد پایا جاتا تھا۔ اور بھی اس قسم کی حد ہا بہا تین قوع میں آئیں۔ اور بتک آسمان کی سرخی
 اور کائنات تبدیل ہو۔ اس طرح اسکو بھیجے یہاں تک کہ غم حسین شہیدی میں اس طرح سے جاگزن
 ہو۔ کہ غم سنگدل زید یون کوئی شی اسی خالی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ باجا جو آئے خوشی سمجھا جاتا
 ہا۔ وہ بھی صدمہ اور نامک جن حسین کی نکلتی ہو مقبرہ میں بکوسن ہوش سنا ہوگا تو محرم
 کے باجا کو بھی مایا و مایا نالہ کنان پایا ہوگا۔ جو باجا خوشی میں بجا یا جاتا ہے اور اس کے در و شفا
 فرت ہے۔ اور یہ باجا جو بجا یا جاتا ہا نظر اعلان کرے جان میں دراز ترین گاہ ہو جاوین
 کہ یہاں پر صریح شریف ہی آکے زیارت کریں وہ پیران زید بھی جو غفلت میں پڑے ہیں
 اور بغض و عداوت امام میں بھرے ہیں وہ بھی خیر در ہو جاوین اور اب بھی خدا دام
 سے توبہ کر کے راہ راست محبت اہلیت کی اختیار کریں۔ اور جو چین گیر زید یون تو پیر نہت اپنے
 اونکا نام و نشان مٹا دیا تھا مگر خدا کے فضل سے اونکا نام و نشان اسی ذریعہ سے اب تک قائم ہے اور

تأقیام قیامت قائم ہوگا۔ اور ابن ماجہ کو طرز خوشی کا انار کیا ہی یہ بھی عداوت و جہالت کی راہ ہے
 نہی و رندہ بامہ خاص خوشی کی بجائے مخصوص نہیں ہی۔ بلکہ غمی کے کاموں میں بھی بجایا جاتا ہی۔ کیا نہیں
 معلوم کہ اکثر بزرگوں کے عرس و مجلس حال ہوتی ہی اور باجا بتا ہی عرس بزرگوں کا انور و تمام
 سے ہوتا ہی مثلاً امیر شریف کا بطر دیگر و کچھ چوپہ شریف کا بقدر دیگر علیٰ ہذا ہر ایک جگہ عرس بطور تفنن
 ہوتا ہی۔ عرس حضرت سید لاہر مسجد غازی کا اور طر سے ہوتا ہی سیطرح یہ عرس امام بھی سیطرح
 ہوتا ہی۔ ہاں ہمارے یہاں بھی برون عرس حضرت شاہ معروف قدس اللہ سوا الغریزہ جہاظم ہار
 کی مجلس حال ہوتی ہی اور باجا بتا ہی۔ بھی تھوڑی دن کی بات ہی کہ برون وفات حضرت شاہ
 مراد عالم یہ مجلس ہوئی تھی۔ اور جتنا زراہ و نکلا اٹھایا گیا تو ساجد ہی ان کے جنازہ کے قوال گاتے
 اور بچتے۔ اور ہر دین و معتقدین حالت ذوق شوق میں دھرتے تھے۔ اور صیحت فون نہوتے
 تنگ بربابری کیفیت تھی۔ پس یہی بجاہ کو کہ غم کا بجا ہی اور سیاہی و امین مالہ کہ ناہی۔ خوشی سے
 نسبت کرنا زنی حماقت و دلیل عداوت ہی۔ ہاں جنکو بوجہ الفت یزید کے اس غم میں خوشی
 پر خوشی ہوتی ہی۔ اونکو سوے خوشی کے غم کہہ سکتا ہی۔ اور جنکو محبت امام ہو اور نکاد دل تو چوہ
 پر لوٹ پوٹ ہو جاتا ہی۔ بہتر ص در اتو اپنے دل کو محبت امام پر مائل کر پیر دیکھ کہ ابن ماجہ کی
 آواز پیر سے دل کا کیا کیفیت ہوتی ہی۔ دو ستر اصرار لو کہ علم اٹھاتے ہیں۔ اور
 بنا فر دہ علم امام مشہور کیے ہیں مگر یہ غلط ہی۔ کیونکہ علم امام کو تو لشکریان یزید نے علما و ارشد
 کر کے سرنگوں کر دیا اور لوٹ لیا۔ پھر یہ علم کہاں سے نکلا۔ البتہ علم یزید کا بلند مقام پس علم کا
 اٹھانا در پردہ پیروی یزید کی ہی۔ اگر محبت امام کی ہوتی تو یہ علم نہ اٹھاتے کہ در حقیقت
 علم یزید کا ہی۔ اور علم امام کا سرنگوں اور نیست و نابود ہو گیا ہی۔ جواب فی الحقیقت
 یزید یونہی یہی مثل سے دلی ہی کہ حضرت امام کو اور ان کے نام و نشان کو نیست و نابود کرنا

اور چند روز کیلئے اپنے مقصود کو پہنچنے بھی گواہام کو معاؤنکے رفیقوں کے شہید کیا۔ اور خوش
ہو کہ ہم اپنے دلی مطلب پہنچے۔ اور اب نام و نشان امام کا مٹ گیا۔ اور ہماری حکومت
و ثروت کو استحکام ہوا۔ مگر خدا کے کارخانے اوشیت ایزد سی غافل تھے۔ اور نہیں جانتے تھے
کہ خود ہمارے ثروت و حکومت کو زوال آئیگا۔ اور خود ہم مٹ جائیگے۔ اور نام و نشان امام
کا صفحہ عالم میں مثل آفتاب کے روشن و آشکار رہیگا یعنی بعد اس سانحہ جانکاہ کے حضرت محمد خفیف
بانتقام خون برادر و دستگیر ہوگا۔ اور علم حسین کو قائم کیا نظم محمد خفیف ابن حیدر رکن ارجم
پیش شہادت فرزند احمد بن تارہ چاچا حضرت سے اسلامیوں کو جمع کیا کہ یزید مرد و ملعونہ سے انتقام لیا
و یا شام کو لوٹا بخت و اقبال ہلکیا یزید کی افواج سجدا ل قتال ہستمر تن ناپاک و تار لیا
و دمشق میں عمر سعد کو بھی مار لیا ۴ میان سالانہ جاہ و ہتھام رہا نہ فوج او کی اپنی نہ شاہ
شام رہا ۱۴ اور خود فوج یزید میں بھی وہ تفرقہ پڑا کہ جو جہان تھا سردار بن بیٹھا اور با خود
وہ کشت و خون ہوا۔ کہ یزید ہن خون امام کے ستر سزار اور ستر سزار آدمی جسے وہ خدا
قتل کئے گئے۔ اور صفحہ جہان سے او رکھنا مٹ گیا اور نشان مٹ گیا اور مجاہد حسین نے علم حسین
بحال و برقرار رکھا اور قیامت تک قائم رہیگا کیونکہ جبکہ خدا رکھے وہ کسی کٹانے کے
مٹ سکتا ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل حیاہم لیکن
لا تشعروں یعنی جو لوگ کہ خدا کی راہ میں ٹہ گئے ہیں اور نہ مردہ مٹ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں
مگر تم نہیں جانتے۔ پس ایک یہ بھی اونکی زندگی پر گواہ ہیں کہ وہ انکار و تبرکات موجود
زمانہ ہیں۔ کیا نہیں دیکھتا ہو کہ حضرت سید لا رسعود غازی بھی اگرچہ شہید ہو مگر انکا
علم اب تک گ رہے ہیں۔ پس چونکہ ایک سے شہید کا علم نیست و نابود نہوا تب حضرت امام
توسرے کو نہیں ہیں۔ انکا علم جو لوگ قائم کیے ہوئے ہیں ہو کیون آپکو یہ معلوم ہوتا کہ

یہ اشعار حدیقہ شہداء کے ہیں

ہاں کیون بڑا جلا ہو کہ نیرتے اتنا کچھ کیا گا کچھ نہو علم امام حاکم بال ہا اور وہ علم
ایسا نیست با بود ہو گیا کہ کوئی نام نہو انہ رہا قیاسی علم امام حسین کا ایک قسم کا
تھا اور یہ قسم علم رکھتے ہیں لوگ قسم بقسم کا علم رکھتے ہیں جو انجبت علم رکھنا درست ہی
تب چاہیے ایک قسم کا ہو چاہے صند قسم کا آخر تو بنا فر د علم امام حسین علیہ السلام ہی رہا
پہنی پہنا درست چاہیے ملنی پہنی چاہیے کا رہا۔ لہا نا کھانا درست ہی چاہیے روٹی کھاو۔
خواہ چاول اور مختلف علم ہو نیکی یہ وجہ کہ ہر ایک سلطنت کا علم بہ نشان جدا ہوا ہوا
اور ملک ہندوستان بوجہ بڑا ہو نیکی ہر ایک نواب راجہ کا علم تقیہ کر تھا جب میان
حسین علم حسینی قائم کیا تو اس علم کے آگے لوگوں نے اپنا اپنا علم بیچ دیا پھر چپ کے اپنا علم
اسکے شامل کر دیا۔ کہ پتھوں سے ہمارے علم کی بھی شان بڑھ جائے۔ اور نیز برکت آج
کیا نہیں معلوم۔ کہ برکت قدم حضرت رستاباد کی چلبے سجد کی باریان فریہ سنگین
تو لوگ اپنی اپنی باریان میں اسکی شاہ کرنے لگے۔ اور بت لوگوں نے خالص
ایسا علم چڑھا دیا اور انشرون طبع لو علم بنوائے سیدو جہے بہت قسم کے علم کو چوتھا
اعتراف علم کے ساتھ لوگ پنچہ بھی لکھواتے ہیں جسکو شد اکتے ہیں اور یہ دلیل صاف
اسپا پر ہی کہ بعد شہادت امام کے نیرد یون شہد ونگے سروں اور ہاتھوں کو کاٹ کے
نیزہ پر گلی گلی لکھو مایا تھا اس طر سے یہ لوگ بھی تے ہیں۔ پست بیروسی نیرد کی ہو۔
جواب ہاں صحیح ہے کہ شہد ونگے سر گلی گلی لکھو مانے گئے تھے۔ سو سر تو کوئی نہیں کھوٹا
اور ہاتھ کاٹ کے گھومانا غلط ہی۔ کسی روایت میں نہیں دیکھا گیا ہی معتض نے
جاہلون اور نادانوں کے کھانے کیلئے یہ مضمون پرفون اپنی طبیعت سے گرا ہوا
رہا اعتراف نسبت پنچہ کوہ یا تو بسبب نادانی کے ہی یا براہ عداوت۔ خیر جو ہم

کہ یہ سچہ ہی ایک قسم کا نشان ہو۔ اور اکثر جگہ رہتا ہے۔ معترضین خود ان کو اپنے اہل
 راجاؤں کے بیان جاگراؤں کے بیان کے نشان دیکھتے ہیں۔ معترضین کہنے خاص یہ شریف
 میں بروہیہ نہ رہے۔ گرد و نشان نصب کئے جاتے ہیں وہ بھی ہم مشکل کے ہیں۔ اور اس کا
 نام اشد المی کثرت ہوتا ہے۔ اشد المی کہتا ہے۔ اور یہ اشارہ ہوتا ہے۔ اشد المی کہتا ہے۔ کیون
 یرید بیان جب اس نشان کو دیکھتے ہیں تو وہ پیسخت گزرتا ہے۔ یہ بات خیال کر کے کہ یہ
 بزرگوں کا نشان کہ امام کو شہید و علم کو سترگون کیا تو کیا ہو کہ بتانے کے جو کو وہی جو
 دو لولہ ہے۔ اور ان کا نام و نشان چلا جاتا ہے۔ اور اگر ہمارے اس تحریر پر کسی کو کچھ
 شبہ ہو تو کشتی پیدی کو ایک علم دکھا کر دیکھ لو کہ اس کی پکیر سی سختی گذرتی ہے
 یا چو ال اعتراض در میان علم کے باہمی بھی رکھتے ہیں و تصویر جاندار کی بنانا
 یا رکھنا حرام ہے اور یہاں ایسی تصویر ہوتی ہے جس کے فرشتے نہیں آتے۔ جو اب
 سابق میں بڑے بڑے راجہ و رانی اپنے یہاں کے خاص نشان کو نیم و برکت سمجھتے تھے
 مچھلی کے رکھتے تھے جیسے ایرانیان اپنا نشان بصورت سکا و رکھتے تھے جب سبیل
 نے راجہ ہند پر فتح پائی اور یہاں اپنی سلطنت جمائی۔ تو بظہر صحت و صلو بہ
 ان کے نشان کو بھی اپنے بیان بجا لکھا۔ مگر چونکہ تصویر جاندار نادرست ہی پس
 بموجب صلاح و شورہ علماء کی تصویر جاندار کا سکاٹ ڈالے یا ڈہر تو درست ہو
 ایلے اس کا دھڑکاٹ ڈال کہ مطابق شرع شریف کی بھیست ہو جاوے جس طرح
 روپیہ نگریری کہ اس کا رکھنا تو درست ہے۔ اور یہ نشان ماہی مراتبی جلوسا ہی یا
 شاہزادگان یا بڑے بڑے امرا کے ہمراہ رہتا تھا۔ جب علم حسینی بیان بجا ل
 قائم ہوا تو شاہ زمانے کے یہاں ماہی مراتبی بھی اختیار کیا اور اس میں بھی او ایسا

نشان ملائی مراتب بھی شامل علم ہو اچھٹا اعتراصل علم وغیر میں پھولوں کا
سہرا باندھتے ہیں جس طرح بہت پرست اپنے بتوں کو پھول چڑھاتے ہیں پس حق پرست
بھی مانو دی جو اچھٹا آثار و تبرکات ہوتے ہیں۔ یاد کر خدا و رسولان ہدایت لیا
وصلی ہوتا انوار و اح طیبہ ملا یکتے ہیں۔ اور پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم پھول کو بہت دوست رکھتے تھے۔ چنانچہ سبارین حدیث بھی یہی قال رسول
صلی اللہ علیہ وسلم من شتم الورد ولم یصل علی نقہ جفانی یعنی فرمایا پیغمبر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے سونگھا پھول ورنہ درد بھی ٹھہرے تو اسے ظلم کیا۔
اور یہی وجہ ہے کہ جہاں مسلمان کی ناک میں خوشبو پہنچی اور درد دہنے لگے۔
اسی علم وغیرہ میں پھول باندھتے ہیں کہ جب فرشتے آویں تو اوپر ہی سے۔

خوشبو لیتے اور درد پڑتے آویں۔ اور نیچے۔ عود۔ لوبان۔ صندل وغیرہ
کا پتھر دیتے ہیں جس میں بالکل حلقہ خوشبودار ہو جاوے۔ اور اسے شہوت مسکن
بھی درد پڑتے ہیں۔ گویا یہ درد پڑنے کا ذریعہ ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ
جناب پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات حسین کو پھول کہا ہے۔ چنانچہ
تین دفعہ اشہاد میں لکھا ہے۔ کہ حضرت کا جب جی چاہتا حضرت فاطمہ کے بیان
جاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ لایسے دو نوٹوں کو۔ اور جب حضرت فاطمہ حاضر کرتی تھیں
تو اپنے نو صابنہ کو دو نوٹوں پر بیٹال کے سونگھتے تھے (جس طرح پھول
کو سونگھتے ہیں) اور کہتے تھے یہ دو نوٹیں باغ کے پھول ہیں۔ پس گاہے باغ
رسول کے پھول ہوئے تو مناسب ہے کہ ان کے نام سے جو خیر نامزد ہوا وہیں پھول
باندھا جاوے کہ پھول پھول و خوشبو کی خوشبو سا تو ان اعتراصل

اکثر وہ بھول جاتے ہیں کہ ہمیں مطلق خوشبو نہیں ہونی چاہیے کیسے گیند اڑاؤ گناہ وغیرہ
جو ابھی ایسا کرتے ہیں سو بنظر آریش کے اور آریش منع نہیں ہے۔ کیا نہیں کہتا
کہ لوگ مسجد میں مکان وغیرہ کو کسب طہ سے آراستہ کرتے ہیں۔ اٹھو ان اعتراض
اگر یہ تعزیر داری عرس امام ہی تو عرس بزرگان یک جگہ ہوتا ہی اور فقط اونکے
سجادہ نشین کرتے ہیں کہ گھر گھر کیا جاوے جو اب یہ غلط ہے کہ عرس بزرگان ایک
جگہ ہوتا ہی۔ کیونکہ جو نامی بزرگ ہیں اونکا عرس متحد جگہ ہوتا ہی عرس حضرت
چشت کا اوسکے سلسلہ لوگ اکثر کرتے ہیں عرس حضرت پیران پیر و ستیک کا جو باجوہ
ہی اکثر لوگ کرتے ہیں حضرت سید سالار و حضرت شاہ مدار کا عرس ہی سیکڑوں جگہ
ہوتا ہی۔ چونکہ مابین علیہما السلام سب مسلمان کے امام و مقتدا ہیں اسوجہ سے
سب مسلمان کرتے ہیں۔ کوئی تعزیر رکھنا ہی۔ کوئی سبیل رکھنا ہی۔ کوئی نیا کرنا
کوئی آرمش لغو عیش و عشرت کرنا ہی۔ کوئی نقل پڑھنا ہی۔ کوئی تلاوت کرنا ہی۔
کوئی مجلس کرنا ہی۔ غرض کہ جسے جو کچھ ہو سکتا ہی کرنا ہی۔ سو گزیریوں و بابی و
خارجی کہ یہ کچھ نہیں کرتے بلکہ بر خلاف اسکے عیش و عشرت میں مشغول رہتے ہیں
اور خوشی مناتے ہیں اور اسقدر جلتے ہیں کہ اونکے سامنے یحسین کہو تو جاے چھ
باہر ہو کر شکر وغیرہ صحت الفاظ کہہ بیٹھے ہیں نوان اعتراض حضرت امام
کو شید ہوتے بارہ سو برس ہوئے۔ سو وقت اونکی تعزیت سے کیا فائدہ ہی بلکہ
غم و الم کی باتیں بھول دینا چاہیے۔ کہ غم کی بات یاد کرنے سے غم تازہ ہوتا ہی۔
اور فائدہ کچھ نہیں جو اب پیغمبر رسول خدا صلع کے زمانہ تک یہ دستور چلا آتا
ہی کہ مدینہ طیبہ میں پہلے لوگ ایسے عذرہ کی تعزیت داکر لیتے ہیں تب سیر کی تعزیت کرتے ہیں

اور جو یہ سترھن ہو کہ اس میں فائدہ کیا ہو۔ سو اگلے لیے یہ حدیث کافی ہے۔ (حدیث میں عین حسین
 بن علی بن عیسیٰ سلمیٰ قال من سلم ولا مسلمة یصاب بمصیبتہ فیکرمہا وان ظالم عامہ یقتلہ
 لندک لستہ جافا۔ الا بعدہ واللہ تبارک تعالیٰ عند الکفا عطاہ اللہ مثل ذہب یا یومہم
 بہا یعنی نہیں کسی مسلمان مرد اور عورت کہ ہو یا یا جاوے۔ حدیث بھیجی کہ ہے اس کا ذکر
 چہ دراز ہو وہو سے زمانہ مصیبت کا پھر کرنا کہا جاوے اس کے لیے انا لہ وانا الیہ راجعون۔
 مگر تازہ ثواب دیتا ہے شہد برکت والا بزرگ اسکے لیے پھر دیتا ہے اس کا والد ثواب
 اس کا مثل اس ثواب کے کہ ڈالی گئی تھی مصیبت اور یہ دسواں سترہن
 لوگ تقریب میں عرضیاں لکھ کر لگاتے ہیں۔ اور یہ غلام عقل نقل ہی۔ جہلا تقریب کیا
 کر سکتا ہے نہ لکھا نہ پڑھ نہ جاندار تمثال قبر یہ کیا کر سکتا ہے بطرح سے کہ لکھا تو نے یہی ارد
 لگتے ہیں۔ بطرح یہ تقریب پرست تقریب سے۔ حالانکہ بطرح سے۔ تاں قسم جہاد اتنے ہو
 اور بطرح سے یہ تقریب بھی ہے۔ پس ایسا کرنا مثل پرستوں کے ہو اور یہ جہاد و منع ہو اور
 کرینو الا ایسا کہ فرما ہو جواب جناب جن معظموں کی محمد مصطفیٰ صاحب رسالہ
 تعجیب میں۔ اور اہل ایمان علیہما السلام کا آنا اور بزرگوں کا دیکھنا بخوبی ثابت آیا۔
 پھر جس روح طبع کا ثابہت ہوا تو عرض حاجات کرنا کچھ قیامت نہیں۔ چاہے
 زبانی کہے۔ چاہے بذریعہ تحریر کہے۔ رسالہ ارشاد الرحمن میں ہے۔ تاہم عبد اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ کافروں کو جب تقریب کو نہ لے ہیں اس کو فقط کا غزوہ و جہاد چاہیے
 گاہ کہ آپ اہل حق و مقدس خدات کی ہوں متوجہ ہوتی ہو گیا رہا ان سترہن
 لشکر یرید میں پانی کی فراہمی اور کھانہ یعنی قسم قسم کے تھے۔ بطرح سے جو لوگ
 بانی و شریک وغیرہ کی سبیل رکھتے ہیں۔ اور بطرح بطرح کے کھانے پکاتے اور لکھتے

اور دوسرے کو کہاتے ہیں پچھتے مطالبین پرید کے ہو۔ یہودی ایام کی توثیق ہوتی کہ
 اوسنی طرح ہو گئے وہاں سے پچھتے جواب واہ واہ کیا اچھا اعتراض ہے۔ کیونکہ نہ وہی
 ہی مجموعہ اپنے ساتھ دوسرے کو بھی دباتے ہیں۔ یہ مشہور عمر کی فضیلت و حیثیت
 سے ثابت ہے۔ یہ وہ دن ہو کہ حضرت آدم کی پیدائش اسی دن موسیٰؑ اسی دن
 دنیا میں تشریف لائے۔ اسی روز حضرت موسیٰؑ فرعون کے ظلم سے نجات پائی۔ ہمارے
 حضرت صلعم نے اسی دن روزہ رکھا اور دوسرے کو حکم کیا۔ سیر و رگڑ اور وحش جو دو عطا
 کا تھا بچھاؤ اور سنگا بیان نہیں ہو سکتا۔ مولوی محمد حسین صاحب بنی اسنی کتاب طہارۃ
 الاذی عن طریق الہدیٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ در باب کثرت ثواب عجم عاشور حضرت
 غوث الثقلین نے غنیۃ الطالبین میں جسکا حوالہ مولوی محمد اسحاق صاحب مولوی
 امیر محمد صاحب دیتے ہیں۔ شاد کیا ہے۔ ومن سقی شربہ من ماریوم عاشور انھا
 لم یحضر اللہ تعالیٰ طرفہ صلیں۔ یعنی شخص ایک گھونٹ پانی کا پلاؤ عاشور کے دن
 پیر کے یا کہ کبھی اسنے گناہ نہیں کیا خدا کا ایک پلک بھر بھی اور در باب صیوم روزہ ماہ
 کے فرماتے ہیں۔ ومن صدق فیہ یومئذ اور کلمات صیوم قنہ لہنتہ۔ یعنی شخص
 اس فی صیوم دے۔ تو جتنا خدا کی سال میں فوت ہوا گو یا اسکو پالیا۔ اس کلام سے
 خدا واضح و لا کج ہو کہ اس روز عاشور کو نہایت خصوصیت ہی حصول ثواب کے بارے
 میں۔ پس ثواب نے دیدنی اور جناب کی مدح کو پہونچانا نہایت محسن ہے۔ نعمان
 حسین و کئی محبت کے جوش و ولہ میں۔ سبیل رکھتے ہیں۔ صدقہ دیتے ہیں خیرات کرتے ہیں
 نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں۔ تلاوت کرتے ہیں فاتحہ دیتے ہیں جہاں کو کہتے ہیں
 اور ان سب کا ثواب وح امین علیہما السلام پہونچاتے ہیں۔ اور یہ کیا ان سب کا ثواب

پس کیا آپ چاہتے ہیں کہ ایسے فقرے کر پڑیں کہ یہ ثوابِ عظیم سے لوگ محروم رہیں مگر یہاں
ایک نقل یاد آئی جو آپ پر صادق آتی ہے۔ کبھی شہر میں ایک بڑے عابد زاہد پارنا راج
تھے۔ اور نماز کے ایسے پابند تھے کہ جبر سے نماز شروع کی تھی کبھی فضا نہ ہوئی شیطا
اونکی فکر میں پڑا کہ کبھی صورت سے انکی نماز قضا ہو جاوے۔ ہزاروں جال مکر کا پچھا
اور لاکھوں تدبیریں کیں۔ مگر اُنکے آگے ایک چلی۔ حسبِ اتفاق بچا لیس برس
کے ایک دن شیطان کی گھات یہ لگی کہ ایک دن صبح کی وقت اونکی آنکھ لگ گئی
سو گئے کہ اونکی نماز قضا ہو گئی شیطان کو بڑی خوشی چھل ہوئی۔ اور یہ بزرگ
جو آٹھ تو نماز کی قضا ہونے پر گریہ و زاری کرنے لگے۔ اس نماز قضا ہونیکا اونکو اتنا رنج
ہوا کہ دانہ پانی چھوٹ گیا۔ سسے سوارونیکے دو سر کچھ کام نہ تھا۔ اتنا روکے انکھوں
آنسو کی جھری لگ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اونکی اس حال پر رحم فرمایا۔ الامام ہوا
کہ اس شخص تو جو ایک وقت کی نماز کے قضا ہونے پر اتنا غمگین ہوا کہ دانہ پانی چھوٹ
تو ہم نے اس قضا کا ثواب لیسویں سکی عبادت کا دیا۔ اب سرور سے یہ حال ہوا۔
کہ جب صبح ہوتی تو ایک شخص اتنا اور کھتا کہ وٹھا اور جلد نماز ادا کرنا انکے غائب
ہو جاتا۔ اور کوئی اسے نہ آتے دیکھتا نہ جاتے دیکھتا۔ اور نہ یہ معلوم ہوتا کہ یہ کون
شخص ہے۔ آخر کو ایک دن بجا باری التیجالات کہ یا اہم مجھے اسکے حال سے مطلع کر۔
مذاہوسی کہ بچکا یہ ظلامت بلیس ہی۔ تب انکو تعجب اکر بلیس کا کام نماز سے روکنا کہ
نہ کہ تاکید کرنا کہ اس خداوند مجھے اس سے مطلع کر الامام ہوا کہ اس سے پوچھ تو وہ
بتا دیا کہ دو سریدن جب شخص کانے آیا۔ تب بزرگ بولے کہ اسی شخص تو جو
ہوا کہ تو بلیس ہی۔ مگر نماز کی تاکید کرنا کہ بلیس ہی۔ کیونکہ تیرا کام تو نماز سے روکنا ہے۔

نہ پڑ جائیگا۔ اوتنے کما کمن ہمیشہ اس فکر میں تھا کہ تمھاری نماز قضا کراؤں۔ چالیس برس کے بعد ایک دن میرا آتون لگ گیا۔ نو آپ اتنا روئے کہ چالیس سیکی عبادت کا ثواب حاصل کیا ایسے میں بتا ہوں کہ یہاں تو کچھ بھی نماز قضا ہو اور چالیس سیکی عبادت کا ثواب حاصل کرو گیو نہ کہ میرا کام یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے نیکی کم کر اؤں نکلہ در زیادہ ثواب حاصل کرو۔ پس اہم محضر میں ہمیشہ تیرا ہی حال ہی کہ تو چاہتا ہو کہ مصورت سے ہو لوگ ثواب محرم سے محروم ہوں۔ قیامت کیلئے نیکیاں جمع کریں بعض تو نبوی سرخروی پناہ میں ایسے ایسی بیسی جہد ہوؤ ہڈ ہڈ لگاتا ہے کہ جاہل لوگ ہمارے دم میں آجاویں۔ اور ایسی بیسی ثواب سے محروم رہیں۔ یا یہ ہوا ان محض لوگ مجھ کیسے ہیں۔ اور او سمین بیکسی نے بیسی ذلت و خواری ہلبیت کی برسر منبر بیان کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مجھ کیسے اور او سمین منبر پر بیٹھ کے تمھاری مابھنو کا حال بیان کرے تو کیسا بڑا معلوم ہوگا۔ پس ہلبیت کی ذلت و خواری بیان کرتی کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ کہ صرخی تو ہیں جو اب اگر سچ سچ حال بیان کریں گام تو ہیں ہی۔ تو پہلے بیان کریں حال اسکا خدا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج انبیاء کا حال مثل نوح و لوط وغیرہ کے قرآن شریف میں جایا بیان کیا۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت زینب کا حال مفصل طور سے بیان کیا۔ ہمارے حضرت نے بھی سیطر سے بیان کیا۔ کہ جبکہ حال کتبِ حدیث میں بھی طرح سے مندرج ہے۔ پس تیرے نزدیک اور رسول خود باللہ منہا ترکہ جہرام کے ہوئے المعترضین جو حیثیت کہ اللہ کیوئے کبھی پڑے تو اوس کا بیان کرنا جو حیثیت ثواب ہی نہ باعث گناہ۔ اور اتے ایمان تازہ ہو جائیو یہ سمجھ کے کہ یہاں پیشوا و پیغمبر

یہ مصیبت پڑی پس اگر کسی نے یہ مصیبت پیش نظر کر کے اپنے دل کو تسکین
 دینا چاہیے اور صبر کرنا۔ جابلو کے بھکانے کے کیا اچھا فقرہ کرنا ہو۔ ہاں ہماری بھنو پیر
 پہلی ایسی ہی تھی یہی مصیبت پڑے اور دولت و خوار می پس آوے تو اس کا بیان کرنا
 ہمارے غم کا باعث ہوگا۔ تجید کی فکیر کی کا بیان کیا وہاں ہی۔ توہین و امانت تو اس
 حالت میں ہو کہ اگر کسی شے کام کے ارتکاب میں اوپر یہ مصیبت پڑی تو اگر کسی کا ہر کسی
 فعل شنید میں کوئی مصیبت پڑے اور اس کو کسی بیان کرے تو اس پر ہنسنا ہو سکتی
 ہے۔ اور اگر نیک میں مصیبت پڑے تو اس کی بیان کرنے میں غرور بزرگی ہو۔ اللہ تعالیٰ
 سورہ طور میں دربارہ تمت حضرت عائشہ صدیقہ کی فرماتا ہے لا تحسبوا شراکم بل
 ہو خیر الکسم۔ یعنی اس تمت کو برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا و مفید ہو۔
 اور دوسرے بارہ میں در بیان مصیبت زدگان فرماتا ہے۔ ویشتر الصبارین لاین
 اذا اصابتهم مصیبتہ قالوا انالمد وانا الیہ راجعون۔ یعنی کسی غم جو خوشی و مسرت
 لوگوں کا جو صبر کرتے ہیں اور جو وقت پہنچتی ہو اور جو مصیبت تو کچھ ہیں انالمد وانا لہ
 الیہ راجعون۔ اہل تو یہ ہو کہ مرثیہ میں سنگدلی و جفا کاری بے ایمانی یزید یونکی
 بیان ہوئی ہے۔ اور سچا ہے نظر میں کرتا ہی یزید یونکو مسکن کے خیال و نہایت
 ہوتی ہے۔ ایسے ایسے فقرے بنا کے لوگوں کو سناتے ہیں جس میں لوگ ہمارے غم میں
 چمکے مجلس میں جانا اور مجلس ناچ و زدن جس میں نصیحتی یزید یونکی سننے میں نہ آوے
 اس کو جب انکو برا معلوم ہوتا ہو۔ ہاں یزید یونکی تعریف کی جاتی تو مابے خوشی کے
 چھوٹے نہ سمجھتے۔ تیرہ والے اعتراض تغویہ داری میں نیکیاں کم ہیں اور بدی
 زیادہ۔ پس ایسی نیکی کہ جسے بد کیا وجود ہو۔ اور جو بد و مجتبیٰ ہی ہو تو اس کو مٹا دینا

چاہیے۔ کیونکہ بعض ہی ایسی ہیں کہ لوگوں کو کافر و مشرک بنا دیتے ہیں۔ جو اب ہم
 برا اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + در ہنرے داری ہفتاد و سب
 دوست نہ بید بجز آن یک ہنر + ترجمہ بشنوئی کچھ بھولے ایدہ + ایک ہی نظر اس کو ہنر
 اگرچہ ہوشیار ہی اور ایک خیر + نیک + وہ نیک ہی اسے نظر + کیونکہ میں نے تیرا نام
 کاری نہیں کرتا۔ شرابی شراب چہوڑ دیتے ہیں جو اری جو نہیں کھیتے خیر تمام
 ہر طرف کھلے رہتے ہیں۔ کلی کلی سب میں موجود جہاں کچھ ذکر امامین علیہما السلام
 کوئی بنیاد کرتا ہی۔ کوئی مجلس کی نقل پڑھتا ہی۔ کوئی تلامذہ کوئی روزہ پڑھتا
 کوئی شیعہ اری کرتا ہی۔ اور بھی صد ہا قسم کے کائنات تے ہیں یہ سب یکسو جہاں
 اور جو جہاں بھی تو کفر و شرک جو حقیقت ہی نہیں۔ اور بدست اپنے جس کو کفر و شرک جانتے
 ہیں تو رسالہ تعبیر کو دیکھ کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیجئے۔ اور تعصب ہٹ دھرمی کی تو
 کوئی دو نہیں۔ مگر آپ کیا کریں وہ شرت کمان جا کچھ نہ کچھ تو اس کا اثر ہونا چاہیے
 حضرت حسین پر سر حق تھے مگر زیدیوں کی نظر میں برسر ناحق و خالطی تھا + حضرت
 رسول برحق تھے لیکن ابوہل کی نگاہ میں سوا جادوگر کے دوسرے کچھ دیکھائی
 نہ دیتا تھا۔ اس طرح تعزیر کے باعث سے ہزاروں تباہی ہوتی ہیں۔ مگر ابلی کچھ ہنر پر
 پڑ گیا کوئی نیکی نظر نہ آئی۔ نظر آئی تو بدی چو دہ + ان اعتراض غم حسین
 میں رونام کیا۔ و عاشورہ میں غم کا کیا باعث۔ بلکہ خوشی نہ ناچاہیے۔ ہمارے امام
 شہید ہوئے جنت پایا۔ درجہ اعلیٰ کو پہنچے۔ پر ہم کچھ نہ کریں۔ زیدی ہی ہم کو
 کہ زید و زنی ہوا۔ و سبکی سلطنت برباد ہوئے۔ دین و دنیا دونوں سے کیا جواب
 اس کا جواب ملو سی سید عطاء اللہ جانے اپنی کتاب نور الہدایت میں بھی طے پاتا

۱۲ سالہ نصیبی طرح ہذا میں جو ذکر سب طلب اسکا ہے

چنانچہ تمھاری اسی عبارت اوسکی بیان لکھاتی ہو۔ غم حسین علیہ السلام موجب ہو چکا
 کا انتشار و فزع سے۔ اور روئے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت سے جبر شہادت کے لگے
 ہوئے آپ موجود دار دنیا میں وقت وقوع کے تو کیا حال ہوتا آپکا بنقرین ہی اوسپر غم
 میں بدیدہ نہوے۔ اگر ہوئی شہادت موجب سرت و شادمانی تو نہ روئے جناب سنا
 صلح اور یہ تجرید اسطے تعزیت کے۔ بلکہ تھے مبارکبادی شہادت کی۔ اور نہوئے فزع
 جبریل شریک تم غم پر یکے۔ اور یہ قوم ضالہ السیگی دل ہیں کہ خوشی کہ تہ ہیں بوزعہ
 روایت ہو کہ جناب امام حسین پیدا ہوئے تو حق تعالیٰ نے جبریل کو حضور نبوی
 بھیجا کہ میرے حلیقے تولد فرزند از جنبد کی مبارکبادی دو۔ اور اوسکے ساتھ حسین کی عزت
 شروع کرو جبریل آئے۔ اور حضرت صلح اوسوقت امام حسین آغوش تازمین لئے
 تھے۔ اور انکے حلق تازمین پر نہایت محبت و پیارت بار بار بوسہ دیتے رہتے تھے حضرت
 جبریل نے پہلے حق تعالیٰ کی طرے مبارکبادی دی۔ اور اوسکے ساتھ تعزیت شروع کی
 آپنے فرمایا۔ ای جبریل مبارکبادی کا سبب معلوم ہو۔ مگر یہ تعزیت اور تاحم پر سیکالیا سبب
 کو نسا و قمع ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہزارہ کے حلق نور
 پر جسکی آپ بار بار بوسہ دے رہے ہیں۔ بلکہ آپ اور بعد وفات اولی ماکے۔ اور بعد
 ہو جانے اولکے باپ بہائی کے شقیائے امت خیر آباد ارچلائینگے خیمونکو اہلبیت نبوت کے
 انتشار جو رجعت سے جلائینگے۔ اور کچھ واقعہ بلا حضور نبوی صلح میں عرض کیا آپ
 بہت روئے۔ اور شیر خدا علی مرتضیٰ بھی یہ حال سنکر رونے لگے بیقرار ہوتے اور روتے
 ہوئے جو میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے تشریف لیکے۔
 حضرت سیدہ نے فرمایا خیر تو ہی آج دن شاد کیا ہوئے غم و اہم کا مجھے غیب کی کہ نبوت

تمکھادے روئیکا کیا سبب ہی نہیں خدانے فرمایا۔ غم حسین میں روتا ہوں جی کھوتا ہوں۔
 اس وقت حق تعالیٰ کی جانب سے حضرت صلعم کے پاس مبارکبادی و ولادت حسین
 آئی تھی۔ اور بعد مبارکبادی کے فوراً جبریلؑ نے شہادت میں سے حسین کی سنائی ہوئی
 حضرت سیدہ علیہا السلام خبر و ہشت اثر سنبھلتی ہی ارزار روئے لگیں۔ خونِ دل
 سے دہن بھیگنے لگیں اور روتی ہوئی خدمت میں حضرت رسولؐ کے آئین۔ اور
 کہنے لگیں۔ بابا جان فاطمہؑ آپ پر قربان۔ یہ سچے نورِ احیاء کیا گناہ کیا ہے۔ کہ بے
 رحمان امت اسکو کہ بلا میں گھیر کر در راہ حق سے مونہ پھیر کر لٹشہ بے آبِ حیات
 شہید کرینگے۔ اور خود عید کرینگے۔ آپنے فرمایا ایفا طمہ یہ واقعہ بھی ہوگا۔ بلکہ وہ
 ہوگا۔ کہ نہ میں رہونگا نہ تم۔ اور نہ علیٰ حسن۔ حضرت سیدہ نے دوسری بار ایک
 آہ سرد دل پر دروسے کھینچ کر فرمایا۔ مظلوم مادر۔ دایہ شہید مادر۔ جگ سناں
 میں۔ مان باپ بھائی تیرے کوئی نہ رہیں گے۔ تو تیری مصیبت کا غم کون کھائے
 شرطِ تعزیت کے تیری کون بجالائے گا۔ کاشکے میں زندہ رہتے قبل تیرے نہ مرنے۔
 تو اقامتِ مراسمِ مصیبت کی تیری کرتی۔ ہاتھ غلیبی سے آواز دی۔ کہ شرائطِ تعزیت
 کی اذنی مصیبت زدگان امت قیامت تک بجالائینگے۔ سیلابِ خون دیدہ
 بھگا کر آہ کے نعرے عرش تک پہونچائینگے۔ کھلا وہ اور جی اس قسم کے روایتیں
 ہیں کہ بوجہ طوالت کے نہیں لکھا۔ اب کھو غم حسین میں رونا سکتا ہے کہ
 کہ روتے حضرت محمدؐ رسول اللہؐ علی مرتضیٰؑ و فاطمہؑ ہر علیہم السلام شہید ہوئے
 اعتراف یہ کیا ضروری کہ تعزیرِ داری و مرثیہ خوانی و نیاز و غیرہ خاص محمدؐ
 میں کیا ہے۔ اور دوسرے نو نہیں نہیں۔ اگر محبت میں ہے تو ہر فیض میں چاہیے

خصوصیتِ محرم کی کیا ہی جو اسے میری مجلسِ غیرہ خاص میں بھی نہیں ہوتی۔ درمیان
 میں بھی ہر روز چلم وغیرہ کرتے ہیں۔ اور نیاز و وفا تھوڑی سی تھوڑی ہوتا ہے علی التعم
 لوگ کرتے ہیں۔ اور خاص لوگ اکثر جمعرات کو کرتے ہیں کوئی ہمیشہ اسے خالی نہیں جاتا۔
 اور مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تعینِ روزِ عرس کا اسلئے یہ کہ وہ دن مگر اونٹن تھا
 کا ہو۔ دارِ تعمیلِ طرفِ دارِ ثواب کے۔ اور دو یا سیہ میں ہو کہ جسے نر کہ او بیہ اندھ بناب
 عزت اور عظامتِ قدس کے پونچے ہیں۔ یہ سچ اور سوز کی خبر و برکت اور فیضِ درنور بہت ہوتی
 ہو۔ نسبت اور ایام کے۔ اور یہی سبب ہو کہ عرسِ بزرگانِ برز و وفات او کی معاف ہو تا
 ملک میں۔ اسید وجہ سے عرسِ امام کو خصوصیتِ نہایت عظمیٰ سے۔ لہٰذا ان اعظمین
 جو لوگ تفریحِ داری وغیرہ کرتے ہیں ہشتا پست کرتے ہیں۔ اور غلطی سے ہیں تو فرض کی
 کہتے ہیں حالانکہ یہ فرض تو نہ جب کہ جسکے لئے ایسا کیا جاوے۔ یا فرض لیا جاوے مگر یہ ہم بت پرستی ترک
 نہ ہو پس اسکی خصوصیت و اہیات ہو۔ بالخصوص اگر کرنا۔ یا ثواب سمجھا جاتا ہے تو جو جسکے
 کرے اور نہ ہو جسکے تو نہ کرے۔ یہ نہیں کہ شافع مذہب کا جب کے ترک ہو جو اسکی خصوصیت
 اقصیٰ ملا حسینؑ کا شافعی نصف ثانی حسینؑ و ابو ابراہیم خلیفہ بن لکھا ہو۔ کہ جب خبر
 شہادتِ امام حسینؑ کی حضرت فاطمہؑ نے زبانِ رسولِ خدا صلعم سے سنا۔ سو وقت گریبانِ فاطمہؑ
 ہوئیں کہ ہر سوس ہر پچاسی وقت میں زید ہو گا۔ نہ میں رہوں گی نہ علی رضی اللہ عنہما
 نہ حسن معتقی۔ یہ سن ہو کہ انکی تحریرتِ بجالا دیگا۔ کاش اگر میں زندہ ہوتی تو مہم تحریرت
 بجالاتی۔ اسیدوت ہاتھ نے آواز دیا کہ اسکے ماتم کو صحبتِ زندگان امتِ آخر زمانہ تک
 قائم رکھینگے۔ کہ جب وہ مہم شہادت کا آدیا گا۔ اسکی تحریرت کو نازہ کرینگے و نہ مصیبت کی آواز
 نہ ملے گی اسکی آواز ہاتھ کے چنان حسینؑ۔ ہر سال تفریحِ داری کرتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے

قال سہل اللہ علیہ وسلم احب الی اللہ اوہما ان کل یسینی فرمایا پیغمبر
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند اللہ تعالیٰ کو وہ کام نہی یعنی کار نیکی اور
 ہمیشہ کرتے اگرچہ چھوڑا ہو پس مطلقاً اس حدیث کے لوگ اسکو ہمیشہ کرتے ہیں کہ ہمیشہ
 خدا ہو۔ اور تخریب و بار و غیر کوئی تقاضا نہیں کرتا کہ کرو۔ بلکہ وہ اپنے حسن اقتدار
 سے خود کرتے ہیں۔ و بموجب مبادی اعمال ان النیات یعنی عملوں کا پھیل نیت سے ملتا ہے
 ثواب آخرت و نکوئی عقیقی حاصل کرتے ہیں۔ ستمیہ و ان اعتراض ہو کہ تخریب
 ایجاد میر تو رہی و بادشاہان دہلی و دکنی و بلادین تھے پہلے اگلے عالموں نے اسکی ممانعت
 نہ کی۔ کیونکہ اگر خلاف مرضی بادشاہ کے اسکی ممانعت کرتے۔ تو خوف جان تھا۔ اور
 جانکا بچا فرض ہی۔ ایک اس بل مان ہی۔ اور کس طرح کا خطرہ نہیں ہی۔ ایسے اسکی ممانعت
 لکھی جاتی ہی اور با علمان اسکی ممانعت کا ذکر کیا جاتا ہی۔ جواب اگر عالموں کا خیال
 ہی۔ کہ خلاف مرضی بادشاہ کے مسئلہ نہیں بیان کرتے تو ایسے عالموں کا کیا اعتبار
 اور انکا خدا و رسول تو بادشاہ کی مرضی ہی۔ اور جب اگلے علماء کہ جنہیں اکثر چھے با خدا۔ و قلم
 وقتی ہوتے تھے اور انکا یہ حال تھا کہ بادشاہ کی مرضی ٹھوٹے تھے۔ تو ایسے علماء کو
 بدرجہا کہ نہیں۔ اور حدیث میں بھی ہے کہ کل یوم تبرئوا لی یا تو انکا کب اعتبار ہو سکا
 اگلے عالموں کے تقریب سے شئی کہ کہ جس کا بنانا کفر و شرک سمجھتے ہیں۔ بہو نہ فعلی بادشاہ کی ممانعت
 نہ کی۔ تو وہی انتداب بھی سوچنا چاہیے۔ کہ ایک علماء بوجہ خوشنودی بادشاہ وقت کے
 نعت کر کے۔ مگر یہ بڑا ہیبت ہی۔ اگر علماء ظاہر کی کہ جو ہر حال میں مرضی بادشاہ مقدم
 رکھتے تھے۔ ممانعت نہ کی تو علماء باطنی کہ جو نہ مرضی سے بادشاہ کی مرضی رکھتے تھے۔ اور نہ
 دجاء کی پروا۔ اور تخریب دینا اور نہ اسے وسط ہر حال میں خوشنودی خدا و خداوند

واسطہ رسوکار کھتے تھے سو مجلسِ شہداء میں بار بار یہ ہوتے تھے کیوں نہ مہمانِ خدا کی
 یکسر جمع کیے تعزیرِ داری میں کسی قسم کی قیامت نہ دیکھی بلکہ صورتِ جوہر و خرد برکت کی
 پائی پہلے مرگتے تھے اور اب کے ملاوہا پہلے قریب میں ٹپکے منع کرنے لگے۔ مصلحت
 نفوس یہ کہ جب قریب وہاں کی کیا ان ابتدا میں بنیاد ڈالی گئی اور بڑے بڑے علماء و
 جہاد کے دھوکے میں ان کے دم میں بڑے مرید و معتقد ہو گئے۔ اور ان کے کہنے کو تسلیم کرنا
 کیے تعزیر کو ناجائز ٹھہرا کر سب سے اس کو درست کہیں۔ یہ بھی بڑے مرد و ناکام
 کام ہو۔ کہ اپنی غلط فہمی کا اقرار کرے۔ کیونکہ ایک لوگ رسوائے دنیا نہیں چاہتے ہیں۔ گو
 رسوائے عقبی ہو۔ اٹھا رہو ان اعتراض اس قدر غلو و افراط و زیادتیاں جو محبت
 حسین میں ہو۔ تبعیتِ شیعوہ بھی نہیں تو کیا وجہ یہ کہ صحابہ باوقار کار کا نہ کچھ غم کیا
 جاتا نہ ان کا تعزیر بنایا جاتا۔ بلکہ خود رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ نہیں کیا جاتا ہو۔ اگر کوئی
 ایمان موجبِ نجات ہی تو تعزیرِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نجات ہی جو اب حقیقت میں جب
 حدودِ عداوت کی آگ بھڑکتی ہو تو انصاف و حق۔ جلا کر بفع تعصب کو ظاہر کرتی ہو
 صحیح ہی چھپو نہ کہ شوعاءِ آفتاب برسی معلوم ہونی ہو۔ گدھ کو مردار کی بو خوش آتی
 ہی۔ ہم آپسے پوچھتے ہیں کہ کس صاحب پر اتنی مصیبت پڑی کیسکی شہادت کی جس کے
 حضرت رسولِ بقیرار و افکار ہوتے کیسے قتل ہو نیکی دن آنحضرت گریبان و پیشانی
 و ریش مبارک و چہرہ اقدس گردا لودہوا۔ کیسکی تعزیر کی ہاتھ نے خبر دی ہر سال
 اوں یامیں لوگ تعزیر بجالائینگے۔ کیسکی غم میں جنابِ طہرِ نبوت برین میں مدد
 ماتم پہنچاتے ہیں کسے غم میں آسمانِ خون رویا۔ ذرا کتابیں دیکھئے اور بعض
 و عداوت سے باز آئیے۔ جناب من شہادت حسین میں رسول خدا ہو

۱۰۰

ان کا غم میں غم رسول کی محبت میں محبت سرور ملام ہو۔ حدیث: قال حسین بنی داود
حسین ابی عبد اللہ من حبیبنا۔ یعنی حسین مجھے ہو اور میں مجھ سے ہوں دوست کے
اللہ اسے جو چیز سے دوستی رکھے۔ ایک کلمہ کسی اقرب میں حضرت حسین علیہ السلام
و السلام نے حضرت ابی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تھا کہ تو ادنیٰ تر از اب
ہمارا افلام ہو۔ عبد اللہ روتے ہوئے اپنے گھر میں آگیا اپنے باپ سے کہا۔ اور جو اب سے
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نو نے خط غلامی پر ان صاحبزادے سے ہر دو خط کیوں نہ کر لیا
کی قیامت کیدن میری اور تیری نجات کیلئے یہ وسیلہ ہوتا۔ دیکھو کہ صواب کرام
علی الخصوص حضرت فاروق اعظم حضرت مسین کی غلامی کو۔ اپنی نجات کا وسیلہ
سمجھتے تھے۔ باوجودیکہ عشر پیشرو میں ہیں۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں۔ لو کان الرض حب آل محمد لمیت شجرة الثقلین انی رافض یعنی
اگر محبت آل نبی کی رض ہوتے تو دونو جہان گوارہ رہیں کہ میں رافضی ہوں پس
ایدا و ستوجبت آل نبی داؤد کی تعزیت کو دل میں جگہ دو کہ بھر حال سیلہ نجات ہو۔
و اگر اسے زیادہ دیکھنا اور جاننا منظور ہو۔ تو کتاب روضۃ الشہداء تنقیح الشاہدین
نور الہدایت۔ رد و ہایہ۔ امانۃ الادی من طریق الہد۔ اعانت المسلمین
سیف الجبار وغیرہ دیکھ کے اپنی تسکین کریو سے فقط المرقوم، اربع الاول گشتہ
ہجری۔ تحریر مولوی محمد نعیم اللہ صاحب معرونی القلندر قادی
مذہب حنفی ساکن دمالک محلہ علی نگہ شہر گورکپور سراج اللہ والحمد
واللہ الا اللہ واللہ اکبر اچھا جواب دیا پر خور دار علیہم السلام نے۔ اور خوب لکھا ہو
اپنی لیاقت کے مطابق۔ دراز کرے خدا امر و سبکی اور توحید کے مقاصد کی پوری

مگر جلدی کی ہلکے گھٹنے میں۔ اور نہ لگایا دل چھیڑے۔ ورنہ ابھی چند باتیں کہنے سے گئی
 ہیں۔ چاہتے تھا کہ لکھتا اور سکو بھی۔ تا جواب شافی پاتا مگر عرض اگرچہ اتنا بھی کافی ہوئی
 ہی۔ مگر مقصد بیان میں بھی لگتا ہوں۔ علامہ میٹرو کہ بادی شاہ شہورستان تھا۔ مثلاً
 از حضرت امام حسین علیہ السلام کا تھا جسے پچا کر بلائے معلیٰ میں۔ اور زیارت کی صنف
 اقدس کی تو نہ گوارہ کیا اور سکے دل نے کہ جدا ہو اس سرزمینِ مطہر سے۔ پس ارادہ کیا
 رہنے کا۔ اور تمنا رہنا اور سکا سبب تھل تھل گیا پس خواب میں فرمایا امام علیہ السلام
 نے کہ اٹھ اور ملک گیری پر مگر باندہ اور کینچ کی شلیج خیر شریف کی و زیارت کر رہی۔
 کہ حاصل ہو گا اس نفل سے بھی نہی۔ جو حاصل ہوتا ہو تجھے اس اصل سے۔ پس بصدق
 دشوارہ علیکارمانہ کے بنائی اسے تمثالِ قبرہ اور ہر راہ رکھا اور سکو۔ اور بت سے بلکہ
 فحیاب ہوتا تھا ہر ایک لڑائی میں تک برکت سے۔ جس طرح سے فتح پاتے تھے بنی اسرائیل
 ببرکتِ تابوتِ سکینہ کے۔ پس زیادہ ہوا اقتدار اور سکا اور اس کے ساتھ والوں کا۔
 اور بت سے کچھ بنانے لگے ہر ایک یہ تمثال۔ اور خیر و برکت پائی اس کے بنانے میں۔ تو بت
 جلد اساعت پائی تغیر داری نے۔ اور تحسین جانا اسکو عالموں نے۔ اور نہ بنائے کوئی
 کتاب الکی عساعت میں۔ اور نہ ذکر کیا اسکا کہ میں۔ علامہ باندہ ہلکست و جمہا پتا
 اور یہ ہو۔ قرآنِ حدیث۔ قیاس اجماع۔ پس تعزیر کا نہ کہیں قرآن میں ذکر ہونہ حدیث
 میں۔ اگر اسبارہ میں کوئی آیت وحدیث ہے کہ یہ آیت یا حدیث تعزیر کے بارہ میں ہو۔
 تو وہ چھوٹا بے ایمان برادرِ شیطان انخوانِ زید پلی ہو۔ کیونکہ عینک ذکر قرآن حدیث میں
 ہوا اور اسکو خواہ خواہی کہے کہ خدا سے یا رسول نے تعزیر لکھ کیا ہی تو اسے چھوٹ
 باندہ اور رسول ہے۔ اور خدا کو رسول ہے چھوٹ باندہ والو وہی ہو اور ہر کہا کیا۔ باقی ۳

یہاں قیاس ہے تعزیر کی درست پائی جاتی ہے کیونکہ یہ تمثال ہنر ہے اور تمثال ہنر
کی مماثلت کہیں نہیں ہے بلکہ حدیث خط سے اسکا جواز پایا جاتا ہے اور کتاب ہنر کی ماطہ الامور
میں مولوی امیر حمزہ صاحب سے روایتی تحریر فرماتے ہیں۔ ملا علی قاری نے اس حدیث -

لمن السد فوصل الغواصین فلا تضیعوا با و حرم حرمان فلا تنکوا با۔ و حدیث ودا فلا تنکوا با

و سکت عن شہار فلا تنجو با کے فرماتے ہیں۔ سکوت کیا بعض خیر دینے اور بیان نفی کیا

اور سکا بغیر اسکے کہ فراموش ہو۔ کہ فراموشی اور سکور و انہیں سے بلکہ عمت کیا اور آسان

کیا تیسرے کام کو غرض کہ طویل ہو تحریر فلا ہلہ و سکا یہی کہ حلال ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب

میں حلال کیا۔ اور حرام وہ ہے کہ جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔ اور جسکو کچھ ذکر کیا

بلکہ چپ رہا تو وہ ہمارے لیے حرام ہے جب تک کہ اسکی حرمت حدیث یا قیاس یا جماع

سے نہ پائی جاوے اور مطابق ضابطہ حنفیہ کی اصل ہر شے میں اباحت ہو پس اس

از روئے قیاس تعزیر مباح ٹھہرا۔ اور جماع سے بھی اسکا جواز پایا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی سکور

بے تعزیر ہے اور ہزاروں علماء نے اسے کبھی منع نہ کیا۔ اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

المسلمون حسن فروعہ اللہ حسن لا یجمع امتی علی ضلالہ۔ و اتبعوا السواد الاعظم و عید اللہ

علی الجماعۃ من سذنی النار کے شخص تعزیر کو منع کرے تو مطابق ابن ماجہ کے ہے وہ

تا فرمان خدا و رسول ہوا۔ کیونکہ نہ کسی عالم نے منع کیا اور نہ کسی کتاب میں اسکی نفی پائی

گئی۔ ہزاروں عالم فاضل گذرے کبھی کسی کو منع نہ کیا۔ اور برابر کہو اچھا سمجھتے آئے

عہد جس میں ہوا زمانہ و ہابیونکا۔ اور شیوع پایا انکے مذہب نے تو ٹھہرا اسکو ناجائز اور

قرار دیا اسکو حرام۔ اور یہ بعد نہیں ہوئے۔ کیونکہ روضہ رسول خدا کو کونسا تہانہ کہا ہو۔

جلد نو پنج حصہ نکلا ہے مذہب و دلی چنانچہ محمد صالح۔ اسکا کتاب و سنت اس میں مصنفہ

مولوی محمد سعید الدین صاحب سارنہوڑی سے لکھا جاتا ہے۔ دھونڈا۔ روضہ نور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر بافتان ملائے دین کے آسمان و زمین بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔
ارشاد نبویؐ ارکان نام بڑا جوان رکھا۔ اور اپنے گمان پل میں یہ سمجھا کہ میری ابن یہودہ
حرکتوں سے لطافت اور دہرے پھر کے میل طرف رجوع ہو جائیگی اور مال دولت جمعیت
ظلائق آپ قابل ہو کر صرف تیری زبان و قلم سے مفت شہنشاہ بن جاؤنگا۔ اور
کتابت حیدر بنی بنصیف بن حکم کھلا کل مسلمانان کے دے زمین کو جلا و حرما و صحنہ مسجد
اموات مردگان پر نکالتے صیبر کرام کو قطع کا فروز شکر قرار دیکے حکم جہاد و قتل صاکیلا
اور کعبہ شریف کی زیارت و داخلی کے بہانہ سے ہیشمار بھیج کے ساتھ اپنے کیٹے مسعود نام
شروع عزم السنۃ ہجری میں روانہ کیا۔ اس فریب دہو کھٹے سے اونے یکایک جاکر۔
حرمین شریفین و نجف اشرف و کربلائے معلیٰ۔ و طائف وغیرہ بلکہ خاص کعبہ شریفہ
و حرم مہترم کو بالکل غارت و تباہ کر دیا۔ اور اپنی شان شوکت و کھلا نیلی اسطے۔ بنام ملو
ادائے سنت نبویؐ سہواری شتر طواف کعبہ عظیمہ کیا۔ اور تمام حرم کو لید و پیشاب
سے بھر دیا۔ اور ہر قدر ظلم و تعدی و منق و فجور خاص حرم میں اور خوشنریسی شید و فی
کی کہہ دسکا ایک شہر بھی برباد پلیدئے کیا تھا۔ اور تمام آثار و مشاہدہ نوی و مساجد و
تبرکات صیبر کرام کو نہایت و نابود کر دیا۔ اور پیشوایان دین کی قبر و لکاتو کیا ذکر
ہو گئی ہریان تک نکال کر پھینک دیں۔ اور تمام ملک بالکل لوٹ لیا۔ بعد تھوڑے
زمانہ کے سید و ملک چھوڑ کے اور لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے گھر و زمین آکر آباد ہوں سید و ملک
جہان کہیں پایا اوسی ملک شہید کیا۔ گویا یہ ناخدا ترس اہلبیت مصطفوی و اولاد
مقتضوی خون ہما کی پیا سے تھے۔ کسی سید زلہہ پران پیر عز و کرم نہ آیا۔ اور بعض

کما فیہ اندیشہ روضہ نور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گرانے اور ڈھانپنے کے ارادے
 سے معہ اوزار پہونچ گئے۔ لیکن باعجاز نبوی کامیاب نہ ہوئے۔ یعنی ایک بڑا زرد ہاتھنچو
 نکلا اور پھینکا رالہ دسلی پھینکا رچیسرٹھی وہ مر گیا اور مرنے ہی ایسی ہی بود و عفو سے پیدا
 ہوئی کہ چونکہ وہ لوگ اونٹنے منلانے و کفنانے و دفن کرنے سے عاجز رہے۔ مثل کتوں کے
 پاؤں پر نہ کھٹے ہوئے لیگئے۔ اور ویسے ہی جنگل میں پھینک کر چلے آئے۔ اب سوچنا
 چاہئے کہ وہابیوں کی پیشوائی جبکہ خاصہ روضہ رسول کو برہنہ نہ کیا تو اونکی ذہانت۔ تفرقہ
 کو کہ نفل و روضہ مابین ہی اگر بت کہیں تو کیا بعید ہی۔ اور جب اصل روضہ شریف کے کوبانے
 میں کوئی بات اونٹھانہ رکھی تو نقل کی کیا اصل ہی۔ مولوی عبدالحی شاہ صاحب
 قادر سی حنفی۔ انکی زبان میں منقح الشہادتین کے حاشیہ پر نہ لکھتے ہیں۔ اس فقیر کے
 نزدیک قوم وہابی کسی حرکتوں سے انہیں سید یونکی اولاد میں معلوم ہوتے ہیں
 کہ انکے اکثر اطوار اونہیں کے سے ہیں۔ یہاں پر چار ہند رسالت نبیہ الخوارج مصنفہ
 مولوی سید سند علی ولاد ابراہیم ادہم بلخی حنفی المذہب کا واسطے آکا ہی سیدان ہند
 کے لکھا جاتا ہے۔ ہندیت اوسے کہتے ہیں جسکی شکل یہودی بائبل کی شیسر کی ہاتھی کی طار کی
 کی کسی انسانکی + تعزیر یہ شکل کسی ہو کہو ایمانکی + مولوی ہو کر گئے بائیں کر و ہڈیاٹھی +
 تعزیر داری شیوہ قتل معصومان ہو + جو منع اسکو کرے جانوا و سے شیطان ہو +
 ہان مگر تمکو عداوت ہو نہی کی جانے + اسیلے کہتے ہو بت تم تعزیر کو طعن + انہوں
 واقف ابھی آل نبی کی شانے + کیوں پھرے جاتے ہو ناحق دین اور ایمانے +
 منجھ پھر کر شافع عشرت کیا یا وگے تم + حشر کے دن مغفرت کو پھر کہاں جاوگے تم +
 تعزیر کو بت کہیں کیونکر نہ انواں برید + باپ داداں نے کیا انکے امانو کو شہید +

سب پرست اپنے بزرگ گمے مے مامون و پلیدہ ہی خراسکی پڑے ہو جا کر بقرآن مجید و تعزیرہ و احکام
 بشوئ قتل معصومان ہر چہ منع اسکو کرے حالو اسے شیطان ہی و تعزیرہ فی الاصل
 روضہ شہید ہی یہ نہت ہی نہ کسی فیروح کی تصویر ہی بلکہ اس میں خیر و برکت کی ہر
 تاثیر ہی منکر اسکا بیگمان شیطان کا پتھر ہی و تعزیرہ دار و شہ راضی ہیں جناب فامہ
 پنجتن کے ہاتھ پر ہوتا ہی اسکا خاتمہ و ہم اس قسم کی دیر سی و بیباکی پر تعجب کرتے
 ہیں کہ در ابھی انکے دل میں نہ خوف خدا ہی نہ لیا ظاہر ہوا۔ کہ ایسے تہیک روضہ کی نقل
 کو بت۔ و عجبان و فدایان حسین کو بت پرست و کافر و مشرک کہتے ہیں۔ مگر ان صاحب
 روضہ رسول کو بتجانہ و مولد شریف کو کھیا کا جنم کہتے نہ ڈرے تو اسے کب ڈرتے ہیں
 اگر تعزیرہ بت و حرام ہو تا تو اور اح طیہ جناب پنجتن پاک او سیکے ہمراہ اور پاس کیون
 ہو تین۔ جیسا کہ لکھا ہی بخیر و در عجب اللہ نے رسالہ تعزیرہ سن۔ اور رسالہ ارشاد اکبر
 میں لکھا ہی۔ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب قدس اللہ سرہ الغریہ۔ گاہ گاہے و
 زیارت تعزیرہ کی جاتی تھی چنانچہ ایک زونین تاریخ محرم الحرام کی بطرف ندی کلیان
 تشریف فرما ہوئے در میان راہ کے ایک جولاہے نے اپنے تعزیرہ کو طیار کر رکھا تھا۔
 جناب محدوح واسطے زیارت اوس تعزیرہ کی نہ گئی۔ رات کو نو بجیں دیکھا کہ نزدیک
 اوہی تعزیرہ کے گیا ہوں۔ جناب امام حسن و جناب امام حسین علیہما السلام و ہات
 موجود ہیں۔ مجھے دیکھتی ہی فرمایا۔ کہ اسی عبدالرزاق تو ہمارے مکان پر نہیں
 آیا۔ میں نے قدموں پہو کر عرض کیا۔ کیا طاقت کہ حاضر ہوں۔ او سدن سے عشر
 حرم میں ہر روز واسطے زیارت تعزیرہ کے تشریف لیجاتے تھے۔ اور اکثر فرماتے تھے کہ تعزیرہ
 کو کاغذ و بالسن سے بناتے ہیں اسکو کاغذ و لکڑی بجانا چاہئے۔ گا گاہے ارون متھ

حضرت بھی متوجہ ہوتے تھیں۔ اور یہ بھی معمول تھا کہ جو تخریے لوگ اڑھٹاتے تھے۔ آپ پیشوائے کر کے اپنے مکان میں لاتے تھے۔ اور جب تک تخریہ رہتے تھے آپ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ پس امیسلہانو۔ یہ شاہ عبدالرزاق صفا وہ ہیں کہ برابر مجلس نئی حکامین حاضر ہوتے تھے۔ اور جبکی دلائل و معارف و نیزگی کا ایک عالم معتقد و متعرف ہیں۔ اور سلسلہ تہذیب آپ اس سے منسوب ہیں۔ پس جبکہ ایسے ایسے بزرگوں کا یہ حال ساتھ تخریہ کے ہو تو تخریہ کو بت کے بعد اوت امام کی اور کیا تصور ہو سکتا ہو غزائے مسعودی میں دربارہ نشانہ می حضرت سید سالار مسعود غازی کے لکھا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین بھی مینیہ کے تخریری۔ دلچسپ تقریر ہو۔ کہ علما ظاہرین اپنے علم کے نقصان سے عارفوں کے فعل پر اعتراض کرتے ہیں۔ علم ظاہر پر مڑتے ہیں۔ اگر علم باطن کا فہم پائیں۔ دیدہ دل سے کہہ سکو ہو بیخ جائیں۔ صدمہ ہلاکت نہ اڑھٹائیں۔ اور فی الحقیقت بموجب اس تحریر کی ہی بھی حسیں قاتلان حسین دنیا میں بھی کبھی کبھی ایسے مکرے۔ اور سیطرہ بے ادبان تخریہ کو بھی دنیا میں ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی صدمہ پہونچتا ہو۔ کوئی عین شباب میں فرما ہو کوئی قید فرنگ ستا ہو۔ کوئی داغ اولاد اڑھٹاتا ہو۔ کوئی نجات میں طاق ہوتا ہو۔ البتہ عدو اللہ کا مصداق ہوتا ہو۔ کوئی زیار خرا اسید ابرار سے محرم رہتا ہو۔ کوئی انا خیر منہ تقارہ بجاتا ہو۔ بلقیع تلبیس کے سے گھمنڈ و عرو میں ہنپسار مہتا ہو۔ اور کیوں نہ ہو جب قاتلان حسین صدمہ سے خالی نہ رہے تو اولیٰ تابعین کب بچ سکتے ہیں۔ یہ بھی کرامت آل رسول ہی اگر کہیں کو ہماری اس تحریر میں شبہ ہو ثواب بھی بے ادبی کر کے دیکھ لے۔ روسیاہی کو نین کی منظوم کر لی عشا اور ارشاد الرحمن میں لکھا ہے کہ جبوقت شمر ملعون نے اپنے سیدہ مبارک پر سوار ہو کر ارادہ سرکاشے کا کیا تھا بیکار کیا ہو

اسی کہ یہ وہ سید ہے کہ جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے تو اسی ملعون سے کیا
 کرتا ہے۔ خدا اور رسول خدا سے بھی نہیں ڈرتا ہے۔ اوس وقت اوس ملعون نے ایک کاغذ
 استفتا کیا۔ ہوا ہیر دو سو ملّا اوس نے مانہ کہے۔ کہ وہ قتل حسین علیہ السلام کے۔ یزید نے
 تیار کر لیا تھا نکال کر پھینک دیا۔ اور جسکو اس میں شیعہ ہو۔ وہ خود وہ پر غور کرے۔ کیسے
 کیسے ملّا۔ بطبع دنیوی بادشاہ کی طرفدار ہو کہ مسلمانوں کی جماعت کو تر تبر کر دیں۔ اور
 خدا لکھتے کہ جو مسلمان مولوی میر علی کا ساتھ دیکھا۔ مارا جائیگا۔ ولّا ملّا تو ایٹم
 الی التہلکۃ کا فرمان ہو گا۔ شہید ہو گا شہادت میں وعدہ غمہ ہے۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان
 بلکہ اچھے اچھے عالم بھی جہاد سے منہ موڑ کر گمراہ ہو گئے۔ یہ جو جناب لوی میر علیؒ
 تھوڑے ہر پہو کے ساتھ شہید ہوئے۔ یہ علیؒ کے ظاہر کا ہمیشہ سے یہ حال ہا ہے۔
 العلم حجاب لا کبر خفین کی شان میں ہے۔ ہاں جو علما سے باطنی ہیں سبحان اللہ انکا
 کیا کہنا ہے۔ خود انکی تعریف میں جناب پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ العلماء فی
 امتی کا نبیا بنی اسرائیل یعنی میری امت کے ایسے عالم ہونگے جیسے بنی اسرائیل کے بنی اور
 یہ بھی ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ اس حدیث کو لوگ علماء ظاہری پر خیال کرتے ہیں۔
 مگر ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے بنی خالی معجزہ سے نہ تھے۔ پس جو ورثہ انبیاء پاتے
 تو اس کے ساتھ کرامات و خرق عادات کا ہوتا بھی ضروری ہے۔ اور یہ علما کے ظاہر کو
 نصیب نہیں ہے۔ اگر ہی تو ان خفین لوگوں کو کہ جنکو باطنی سے کچھ بھی نصیب ہو گیا شہرِ مہرست
 سعدی کہ راہ صفا تو ان رفت ہر پہ پہ مصطفیٰ اور ایک بڑی خرابی زندہ نون میں
 یہ ہوئی ہے۔ کہ بنکے باپ دادا اب کے نام سے بنیں جانتے تھے۔ یا پشتہا پشت
 پیشہ ردالت میں گذری اور وہ کچھ ٹپکے اپنے کو عالم کھلانے لگے۔ تو وہ ان پیشہ میں کیا

خو کو نشہ میں بہک کر بجز اپنے لگے سب کے کافر و مشرک بنانے اور ایسا ہی کے کہ جیسا بہ کرام کو ہی
 نہ چھوڑا۔ اولہ سر سلا بیہ کے پوری مصداق ہو گئی۔ انھیں کے بارہ میں مولانا روم فرما
 ہیں تیغ و اودن در کعبہ رنگی مست + کہ نیاید علم ناکس ابدست + سچ ہو رنگی مست جو تلوا
 پا جائیگا۔ تو بہت کہیگا۔ دس بیس کی جان کیگا۔ اور یہ ناکس جو پڑھیا بیٹے کو تھپڑوں کو
 گمراہ کریں گے۔ ماراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست + در باغ لالہ روید و در شور بہمن
 سوا نکہ بنے دیکھتے ہیں۔ نظم زمانہ آج کل یوم بستر ہو + حدیث مجتر سے یہ خبر ہو کہ
 فرماتے ہیں خود سالار دین یون + خبریتے ہیں ختم امر سلین یون + کہ میر بعد بن دیک
 تر ہو کہ سجدہ حق بجا لائینگے ہر یک + مساجد میں مگر مسلم نہیں یک + سو کیا روزمانہ یہ
 وہی ہو پھر اک ہیں مبتلا نفسانیت میں + بڑا فرق آگیا انسانیت میں + ہر تھمیل
 سبے سنت پکڑی + عنان جاہلیت چپٹ پکڑی + میانک گم ہوئی راہ اصولی +
 کہ سیکھی سب نے گفتار فضولی + لکے برباد کرنے اعتقادات + عوام الناس میں لاتے
 فسادات + زمانہ میں بہت پھیل تشدد + مسائل میں لگا ہونے تو دوسرا ہی سے دین میں
 چنے لگا جنگ + ہی اب اسلام کا کچھ اور ہی ڈھنگ + عت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر
 ارواح طیبہ کا نزول تعزیر میں ہوتا ہی۔ تو روح ایک ہی اور تعزیر لاکھوں + پھر کوئی
 واحد میں ایک روح سب جگہ پونج سکتی ہی۔ پس یہ خلاف عقل ہی۔ اور جو بات عقل
 خلاف ہو اسے ماننا عقلمندہ کا کام نہیں ہی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ ضرور نہیں ہو کہ سب
 تعزیر میں روح امام بیونچی۔ بلکہ جس تعزیر کے ساتھ خلد صغیفہ کا اہتمام کیا
 جاوے۔ و ملا ہی و ملاعب وغیرہ امور نامشروع سے خالی ہو۔ او میں اگر روح ختم
 پاک آوے تو کیا عجب ہی جس طرح سے روح پر فتوح جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلو

۵۰۔ نام و خاص پر
 ۵۱۔ نام و خاص پر
 ۵۲۔ نام و خاص پر
 ۵۳۔ نام و خاص پر
 ۵۴۔ نام و خاص پر
 ۵۵۔ نام و خاص پر
 ۵۶۔ نام و خاص پر
 ۵۷۔ نام و خاص پر
 ۵۸۔ نام و خاص پر
 ۵۹۔ نام و خاص پر
 ۶۰۔ نام و خاص پر

بعض مجاہدین و نبوی میں شامل ہوتی ہیں۔ اور دوسرے یہ جو امر کہ خلاف عقل و مرقع ہو
 اوسید کا نام حجرہ و کرامات ہیں۔ اور کرامات اولیا حق ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔ اولیا
 رہست قدرت از الہ تیر حبتہ ہارگر داند زراد۔ یہاں پر اب ہم ایک حکایت لکھتے ہیں۔
 حاجی فتح احمد شاہ جو بعد ازاں سے حج و زیارت مقامات بمشکر کرتے ہوئے جو بعد ازاں
 میں تشریف لیکے۔ اور وہاں بزرگوں نے فیض باطنی حاصل کر کے حضرت پیروان پیر سنگھ
 کے روضہ مبارک پر متکف و چلنشین ہوئے۔ آخر کو حسب ثبات ایک اینٹ وہاں سے لیکر گھر
 سے چار کوس بجے ربیعین جنگل میں ایک حجرہ بنا کر عبادت الہی میں مصروف ہوئے۔ اور
 اوس اینٹ کو وہیں مثل کنز الخفیا کی تھہ زمین کر دیا۔ ایک دن حاجی خدا سواک کرتے تھے
 حسب اتفاق ایک ہندو نے اسے یہ تقریر کی۔ کہ ہمارے سرکرشن کنہیا کے سولہ سو گویا
 تبھین ایک دن کسی شخص نے کہا کہ ہمارا ج ایکلی تھی کو بیان ہیں کہ ان تک سب کے پاس
 جاتے ہوئے۔ انہیں سے ایک گویا ہم کو دیجئے۔ سرکرشن نے کہا کہ جاؤ جس گویا کے پاس
 ہم کو نیا سے اسے لیلے۔ یہ سنکے وہ صبا دار دوڑا۔ مگر وہاں جہاں جاتا تھا وہاں
 شکر کرشن کو موجود پاتا تھا۔ انہا کے وہ بولا کہ دیکھتے ہمارے یہاں ایسے دیوتا
 ہو گئے ہیں۔ ہمارا مسلما تو عین بھی کو سی ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ سننے سے حاجی خدا خد بین
 آئے۔ اور سامنے ایک درخت مموہ کا تھا۔ کہا دیکھو طرف اس درخت کے۔ اس نے اوپر
 نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہے کہ اوسکی ہر ایک ڈالی پر۔ حاجی خدا سواک کر رہے ہیں۔
 یہ کہتے دیکھتے ہی وہ شخص مشرق باسلام ہوا۔ پس یعز زوچیکہ و نکل ایک ادنیٰ ہستی کا
 یہ حال ہو۔ تو نواسہ رسول اللہ کا کیا حال ہو گا۔ پس سین چٹان چٹین مگر ہر
 الاولیا حق کے قابل ہو۔ اور دیدہ باطن سے تعزیم کو بنظر عظمت و عقیدت دیکھو کہ تو کچھ

پاؤں کے اور بنظر عداوت کے کچھ نظر نہ آئیں گا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام - امام تھے۔ نواسہ رسول تھے۔ سید اشباب تھے۔ بریائتین تھے۔ برسر حق تھے۔ لیکن زید یونکی نظر میں بائی تھی۔ خاطر تھے گنگار تھے۔ برسر ناحق تھے۔ دورخی تھے۔ چنانچہ بنظر حفاظت و بجاؤں کے۔ اگر حنیہ اہلبیت کے اپنے خندق کھودو ا کے اگل بھڑکائی۔ مالک بن عروہ نے یہ آگ دیکھ جلایا کہ مرده ہو پھینکین۔ قبل اگل دوزخ کے دنیا ہی میں تھے اگل اختیار کیا۔ اور حبیب امام حسین نے یہ خبر مارا کہ انجید ہم تیرے رسول کے اہلبیت سے ہیں۔ ہمارے دادا المونس نے یہ سنے ابن اسمعہ بولا کہ تم سے اور پیغمبر رسول خدا سے کیا واسطہ کہ ہر سال ان ربی کر رہے ہو۔ بلکہ حضرت امام زید یونکی نظر میں ایسے سنگار و خطا دار تھے کہ بعد قتل کے بھی دل چھٹتا ہے نہ وہ۔ لاشوں پر گھوٹے ڈور آئے۔ اور دپے ہی پٹیر میلن میں پے دن چھوڑ دیا۔ پس دیکھو کہ جب بغض عداوت کے دل میں جگھ مہوتی ہے۔ تب حق تعالیٰ نظر نہاتا ہی۔ جیسا کہ زید یونکو امام حسین نظر آئے۔ اور ان کے تابعین و مکتواؤں کے روضہ کی نقل نظر آتی ہے۔ بعض منکرین کو بڑا اعتراض یہی کہ با جالہ خوشی سے ہی نہ آتا غم سے۔ پھر اس غم و اہم میں با جا کیسا۔ حالانکہ یہ محض جہالت ہی۔ غم و اہم و اوقات و حالات بھی با جا ہی کے بیان کئے جاتے ہیں خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چا شہون کیا گیا۔ اور آپ نے سنا اور اجازت دیا۔ چنانچہ بناری نے ربیع بنت معوذ بن غفرا سے روایت کی ہے اور وہ یہ ہے۔ حدیث۔ قالت جا۔ ابی صلی اللہ علیہ وسلم قتل حسین بنی علی بنعلی علی قرشی مجلس منی فجمعات جویرات النایضیرن بالکن و سیرین من قتل من ابائی یوم بدر اذ قالت احدہین و فیما نبی لعلم فانی عد فوال دعی حذو و قولی اندی کنت تقولین۔ یعنی آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم او سوقت میں کہ بیا

گئی تھی میں۔ پس بیٹھے میرے فرش پر اگر ضبط حس کہ بیٹھا ہو میرے ساتھ میرے فرش پر (اور
یہ خطاب اس کے ساتھ ہر جیسے وہ روایت کرتی تھی) پس شروع کیا چھو کر یوں نے جو ہمارے
تین بچائی تھیں ڈن کو۔ اور نوہ او بیٹوں کرتی تھیں اولکا جو مارے گئے تھے پدران
میرے بر کی ٹرائی کے دن اچانک کہا ایک نے اون موز تو بنے کہ ہم میں ایک بنی ایسا
ہی جو جاننا ہی کل کی بات۔ پس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑ سکوا اور وہی کہو
جو کسی تھیں۔ اب سوچنا چاہئے کہ شہدے بدر کا حال و بر و حضرت کے دن بجا بجا کر
بیان کیا گیا اور حضرت نے سنا۔ اگر شہدے کے بل کا حال با جابجا کے بیان کیا جاوے۔
تو کیا بر آئے ہو بعض متعصب بہت دامیدہ وغیرہ جو نیاز امین کیا جاتا ہے۔ اس کو جو
و جس مثل سورت و پیشاب کے کہتے ہیں۔ بعض جہالت و حماقت بلکہ عداوت ہی۔ برخود
محبب اللہ نے رسالہ تعبیر میں مولانا عبد الغفر نے صحت سے سند مبارکی دی ہے کہ ایسا
کہا ناما شریک ہوتا ہو مگر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ہر قدر اور جاننا چاہئے کہ پاک خیر کو
نا پاک ہوتی ہے کہ جب اوس میں کوئی ناپاک چیز ملے اسے مثل ایک گھڑ پاتی ہے اور وہ پاک
ہی۔ اوس میں پیشاب وغیرہ نجس چیز کوئی پڑ جاوے تو وہ پانی ناپاک ہو جاوے گا۔ پس
کوئی ناپاک چیز ملے جسے وہ شربت وغیرہ ناپاک ہو گیا۔ کیونکہ اوس پر فاتحہ کیا گیا یعنی
قل درود کے پڑھتے ہی ناپاک ہو گیا۔ تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن ہی ناپاک
ہی۔ کہ پہلے تو شربت پاک تھا اور قرآن پڑھتے ہی نجس ہو گیا۔ یا دوسکا ثواب بروح
امین پہنچایا گیا تو فوراً ناپاک ہو گیا۔ کیونکہ اس شربت وغیرہ پر سی دوبات ہوئی
کہ قرآن پڑھا گیا اور ثواب بروح امین پہنچایا گیا۔ تو ذیالہ منہا لیا تعصب اور
عداوت امین ہی کہ خدا کا خوف مطلق نہیں۔ اس شربت کے صند کے لئے قرآن و امام

جو کہیں ناپاک بنادیا ہے بعضے خیم سرکتے ہیں کہ تعزیر کے پاس لیجاتے سے ناپاک ہو گیا۔
 بساں! لکھنؤ مولانا عبد الغفر صفا لکھتے ہیں اور رسالہ زبدۃ النصائح فی مسائل
 الذنایح میں بھی یہی قلاب حلو کہ تمام تر تعزیر کے آگے رکھتے ہیں مکر وہ ہی اور یہ شاید
 اسوجہ سے ہو کہ کفار عرب وغیرہ اپنی عید کے دن کھانا پکانے کے رات بھر آگے بتوٹے کھتے
 تھے اس نیت سے کہ آئین خیر و برکت آ جاوے۔ اور صبح کو بستر سجھلے کھاتے تھے اور
 ہندوستان کے ہندو بھی ایسا ہی کرتے ہیں اور مسکو ٹھاکر کا بچہ کہتے ہیں جو
 اس نیت سے ایسا کرے تو مطابق تحریر مولانا صاحب کے کرنا مکروہ ہو۔ نہ کہ وہ شئی۔
 و اگر زیادہ تعصب کے بجائے تو خیر اور سکا کھانا مکروہ صحیح۔ ناپاک و نجس و حرام کیونکر ہوگا
 مگر واضح ہو کہ کوئی ایسا کرنا نہیں۔ کیونکہ جو لوگ شرست وغیرہ پاس تعزیر کے
 لیجاتے ہیں تو رانیا کرانے آتے ہیں۔ اور وجہ تعزیر کے پاس لیجانی یہ ہو کہ
 اول تو کوئی فاحشہ کر نیوالا ملتا نہیں۔ دوسرے یہ کہ تعزیر کے پاس رانیا نہ
 سائیکس کا برابر جمع رہتا ہو۔ چلتے لوگ وہاں لیجاتے ہیں اور رانیا کرانے کے بقدر
 لاتا ہونا ہی آتے ہیں۔ اور بانی کو وہاں کھلا پلا دیتے ہیں۔ یا تم کے حوالہ کرتے
 ہیں وہ جیسا مناسب رہتا ہو۔ رانیا سائیکس۔ فقیر و غم کو دیدیتا ہو۔
 اور یہ بات گھر پر چال نہیں رہے۔ اور کچھ مخصوص تعزیر ہی کے پاس نہیں ہو اکثر
 لوگ اپنے گھر ہی میں فاحشہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ غم حسیں میں رونے و ماتم کرنے و مجلس
 کر نیکیوں کرتے ہیں حالانکہ رسالہ تعبیر میں از عالم انسانات تا عالم جنات مجلس کرنا
 بلکہ حضرت فاطمہ کے بھی ماتم کر نیکا ثبوت اچھی طرح سے دیا گیا ہے۔ جس کا جی چاہیے
 دیکھ لے۔ اور رسالہ ارشاد الرحمن میں لکھا ہے حضرت قہلا قطاب سید شاہ

جہاں زلفِ صاحبِ حق سے لاشعور ہو کر غریزے اندر مشعر، محرم الحرام کے تین بار بجا بقدرِ مطرہ
سیدہ الشہداء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت سے مشرف ہو کر کہہ دوں
بجائے۔ لیکن جنابِ محدثہ کو یہ سب اپنے متوجہ نہ پایا۔ لہذا یہ زرد و خاقل لا حق، حال ہو
جو بعد مشرفہ کو رک کے پھر مشرف بر زیارت ہوئے۔ بدستور پنج سالہ اپنے کے شفقت پاسبی۔
عرض کیا سابق میں تین مرتبہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا لیکن اتنا فاطمہ شرف کا
سچ حال اپنے کے نہ پایا۔ اگر کوئی خطا مجھے سرزد ہوئی ہو تو اسید و غفور کا ہوں۔
ارشاد ہوا کہ تم سے کوئی قصور نہیں ہو۔ لیکن میں تاہم حسین میں مترود تھے۔ اور روضۃ
الشہداء میں لکھا ہے کہ جبوت جبریل علیہ السلام واسطہ مبارکبادی امام حسین علیہ السلام
کے آئے تھے۔ ایک فرشتہ کو دیکھا کہ زرارہ زمین پر روتا ہے۔ اس کے پاس تھے تو پچایا کہ یہ
تیرے آسمان کا فرشتہ ہو۔ تیرا زرارہ زشتوں کا سردار۔ فطرس نام ہے۔ پوچھا کہ ایفطرس
کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ اس جبریل خداوند تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں درامنی سستی ہوئی
تھی۔ کہ برق غیرت نے میرے پروبال کو جلا کر مسدودت سے اس ہلکے میں ڈالا۔ یہ خبر
کہان جاتے ہو۔ جو اب یاد واسطہ مبارکبادی ولادت امام حسین کی۔ خدمت میں طہم محمد
مصطفیٰ کے جاتا ہوں۔ فطرس چلا آیا۔ کہ مجھ کو بھی لچلو کہ شاید وہ حضرت میری شفا
کریں۔ اور میں پھر اپنے مرتبہ کو پہنچوں۔ جبریل اپنے ساتھ تھلائے۔ اور بعد مبارکباد
کے اس کا حال عرض کیا۔ اس وقت امام حسین جبریل رسول خدا کی گود میں تھے۔
فرمایا کہ فطرس اپنے کو میرے حسین کے بدن سے مل چنا پختہ دے ملا۔ اور فوراً بال پر
پاکے اپنے صومعہ کو گیا۔ جب امام حسین ہشید ہو چکے فطرس نے سنا۔ کہا کہ یا اللہ کیا ہوتا
ہو مجھ کو خبر ہوتی کہ اپنے رفیقوں کے ساتھ زمین پر جاتا۔ اور دشمنانِ حسین سے بچتا۔

خطاب ہوا کہ اگر اس صورت نے وقوع نہیں پایا۔ بہتوشنوار خوشنویس کے ساتھ اسکی
 قبر کا ملازم ہو۔ ہر صبح دشنام او سپرد پا کرو۔ اور ٹوا پس رہنیکا اون لوگوں کو خوشو
 جو صبت امام حسین پرین روتے ہیں نہطر کس پلا میں آیا۔ اور جو اسکو حکم ہوا اسکین
 مشغول ہی حضرت دہم سلوہ حضرت عبدالعزیز ابن عباس نے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 روتے سر کے بال پریشان پہچہرہ پر خاک پڑی ہوئی خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا کیا
 یہ حال ہو یا رسول اللہ فرمایا کہ میں کر بلا سے آتا ہوں۔ ابھی میرا راس حسین شہید ہوا
 شیعہ شہداء دین میں ہی۔ امام مظلوم پر روناہیں شکیو بے بیون کے لیے باقی کیا
 اور خاص مشورہ کا توجہ دن ہی کہ ہر سال امام مظلوم کا صدقہ جالکاہ تازہ تلو
 ہی کوئی مخلوقات میں ایسا نہیں ہو جسکو یہ رنج و غم نہ ہو۔ سوائے بے بیون کے اور
 مولانا عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں۔ جو کہ ماشورہ کے دن خوشی کرے وہ مرتد ہو
 بعض لوگ مرثیہ و نوحہ پڑھنے کو منع کرتے ہیں اور طعنہ مارتے ہیں اور طر حرج کے
 فقرے گڑبگے لوگوں کو پکارتے ہیں اگرچہ اسکا جواب بخور و بردون نہ اچھی طرح سے
 دیا ہے۔ مگر میرا پیر چند اشعار مرثیہ و نوحہ کی شیعہ شہداء دین و سب شہداء دین
 سے لکھتے ہیں لکھا ہی کہ میرا امام مظلوم شہید ہوئے او سدن آسمان کی جانب
 سے چلا چلا گیا۔ روٹی و آذانی بقی اکثر جن دیری آپس میں نوحہ و غریہ پڑھ کر کے روتے تھے وہ
 مضمون یہی۔ مسح ابھی جنتیہ ۴۸۵ بریق فی الخدود ایاہ فی تلیا قیس شہداء جہد خیر بود و
 نبی اسکی پیشانی ہی چومی کہ روشن جسکا چہرہ چاند سا تھا علی تھا باب گرج علی
 قریشی + تو اسکا ناما تھا سرور جہان کا + الا یا عین فاضل علی مجتہد و حسن علی
 الشہداء مجتہدی + علی رعد القو دہم المایا + الی تجبرنی ملک عہدی + ہوا قضا و تدبیر

کون روئیکا پھر شید و نکوہ پاس ظالم کے کھینچے لائے ۴ دوسری موت ان عزیز و نکوہ ۴ اسی حسنا
ہیلا ۴ کان حسنا ہیلا ۴ کان حسنا جلا ۴ خبر حسین کے حرنیکا میں سنا تا ہوں ۴ جو صبر کینہیں
تھے کوہ سے بھی افز و نتر ۴ اتر جو انہ قتل حسنا ۴ شفاعت جدہ یوم الحساب ۴ کیا ہوا قتل
ہخون نے حسین پیار کیا ۴ ہی کیا امید شفاعت نبی کی محشر میں ۴ بعض کہتے ہیں کہ
تواریخ کے ذریعہ سے اگر چینی ہوتی ہے۔ مگر کونسا ذریعہ بری بھی ہوتی ہے اور بدی ۴ کچھ تواریخ تو کہا جاتی ہیں
کہ جب ایک کٹر اگلا ب بھرا ہوا ۴ رادھین ایک قطرہ پیتھاب پڑ جاوے تو اگرچہ گلاب
ایک قطرہ ابھی ۴ مگر یہ ایک قطرہ گھرے بھر پر غالب آتا ہوا ۴ ورسکو بخش اور ناپاک بنا دیتا
ہو۔ و حقیقت یہ مثال جاہلوں کے بھکانیکو عمدہ ہو مگر یہ نہیں خیال کیا کہ ہزاروں
بکریوں کے بھکانیکو ایک شیر کافی ہو ۴ پس نیکی بننے لہ شیر کے ہو اور بدی جیسے بکری ۴ اللہ
تعالیٰ خود اپنے کلام پاک میں فرماتا ہوا ۴ الحسنات یدہبہن الشیاء ۴ یعنی نیکیاں بھکانیکو
بچا دیتے ہیں ۴ سچان اللہ تعالیٰ ایسا اندبا کر دیا کہ کلام خدا کے بھی خلاف فرمائے ۴
کیا نہیں معلوم کہ پاؤں تولہ تانبے کو یا ورتی کی سرسونا بنا دیتے ہو۔ الغرض اگر تمنا
و کمال حال اسکے بیان کیے جاوین تو ایک بڑی کتاب ہو جاوے ۴ اسلئے اب ایک بڑا
بہیم اپنی اس خبر کو ختم کرتے ہیں ۴ روایت عبد المنان کے یہاں ایک مرتبہ وہ لکھتے
ایک ساتھ ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کی پیشانی یا پیٹھ کے پھر سے کیس قدر ایک میں
ملی ہوئی تھی ۴ دونوں تلوار سے جدا کیا ۴ کسب و دانش ۴ نے سند کہا کہ تلوار سے جدا کرنا
مناسب نہ تھا ۴ کبھی اور پھر سے جدا کرتے اب جو تلوار سے جدا کیا ہو تو غالباً اندرون
اولاد میں تلوار چلی چنانچہ مطابق کہنے اوس دہشتہ ۴ ہو اہم پس اون دونوں
ارکونین سے ایک کا نام ہاشم رکھا اور دوسرے کا عبد شمس ہاشم کو اولاد میں جلیل

حضرت محمد مصطفیٰ - حضرت علی حضرت حسین ہوئے عبد اللہ اس کی ولادت میں - امیہ
 سیفیان امیر معاویہ - یزید ہوئے - باشم سے امیہ سے لڑائی ہوئی سیفیان سے اوپر بغیر
 رسول خدا سے ایسی لڑائی ہوئی دندان مبارک شہید ہوا - حضرت علی و امیر معاویہ سے
 جو جدال قتال و کشت و خون ہوا اظہار ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام شہید ہوئے -
 یزید نے حضرت حسین کو شہید کیا - ایک کوزہ ہر دلوایا - دوسرے سے کہ بلا میں ایسی
 لڑائی ہوئی کہ معہ یار و یاور و پیرو برادر و غیرہ معہ کل خاندان شہید ہوئے -
 صرف ایک امام زین العابدین باقی بچے کہ ان سے سلسلہ اولاد اب تک جاری ہے -
 اور اون کچھ توں کے بھی اولاد کا سلسلہ جاری ہے - اور وہی پورا اثر
 پشتینی بھی چلا آتا ہے - کہ جب اون کے سامنے تعزیر کا ذکر نقل و قصہ امام ہی نہام
 یا جاتا ہے تو غصہ کی آگ میں ایسے بیخود ہو جاتے ہیں کہ قابو پورے تو مار دیا
 مگر مار سکتے نہیں شیخ زبان سے کھانک کرتے ہیں - یعنی کافو - مشرک - ملعون مرد
 بے پرست - کہہ بیٹھتے ہیں - اور جہان شک اختیار ہوتا ہے - تعزیر کو توڑ دیتے ہیں -
 چوک کھوڑ دالتے ہیں اور نیازا میں کے کھانیکو نہیں کھاتے - اور کیونکر کھایا
 کیونکہ یزیدیوں نے جو خیمہ اہلبیت کو بعد شہادت کے لوٹا - اور لوٹ کے اونٹ کا
 گوشت جو پکا یا تو وہ ایسا کر وہ ہو گیا کہ کھانا سکے - وہی اثر اب بھی ہے -
 کہ یہ کھانا انکو ایسا کر ڈا - اچھا لگتا ہوتا ہے کہ منہ میں نہیں ڈال سکتے - اور بڑے
 یزیدی - امام حسینؑ اور اون کے بھراہیوں کو برا کہتے تھے - اوس طرح یہ بھی مہمان
 حسینؑ کو جہان شک زبان یاری دیتی ہے کوئی کلمہ لکھتی اور کھانا نہیں رکھتے -
 کو تو یہ عداوت ہو کہ رشوئیں کھاتے ہیں - بیاج بیعتے - مال غصبے یا مانی غیر

چٹ کرتے ہیں۔ مگر نیاز ادا میں کے کھانے سے از حد انکار کرتے ہیں۔ جس میں رات میں نایاب و
 بہت سے امور و وہیات ہوتے ہیں اور میں شامل ہوتے ہیں مگر مجرم کے باج کی آواز کا
 میں پڑی اور فوڑا اس کے ساتھ کان میں اٹکی گئی۔ راہ میں شیوالہ۔ مندر۔ پتھان
 وغیرہ سب کچھ پڑتا ہو مگر یہ نہیں ہوتا کہ او دھری راہ چھوڑ کر دوسرے طرف کی اختیار
 کر لیں۔ اور بدھ ہر غریب ہوتا ہی اپنا ہرج گوارہ کرتے ہیں لیکن او دھری کا راستہ
 نہیں چلتے۔ اور مجباً ان حسین سے ایسا جلتے ہیں۔ جس طرح سے یزید کے یار دوست حضرت
 امام ہیں۔ وہ وہ تبر کرتے ہیں کہ شیعہ بھی ایسا نہیں کرتے ہیں۔ اگرچہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تلعن احد من خلق اللہ یعنی کسی خلیفہ پر
 لعنت مت کر۔ لیکن اس طرح بعض وعداوت ہو کہ کچھ خیال میں نہیں لاتے۔ انکا
 دین و ایمان تبر اہی ٹھہر کہ جب سنو یہی کلمہ زبان پر جاری ہو۔ کہ فلا نامشکر ہو۔
 کا فر ہی۔ ملعون ہو۔ مرد و دھو۔ تو یہ وہی پورا انی ہر اوقات کا اثر ہے اور محتاجان
 الہیبت اطہار اپنے زبان سے کچھ نہیں کہتے بلکہ حتی الوسع سسلوک دیکھتے پیش آنی نہیں
 اور کیوں نہ سلوک کریں کہ انکے بھی انکے بزرگوں اور پیشواؤں سے یہ ہوتا آیا ہو
 یہ بھی وہی اثر ہے۔ دیکھ لو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سفیان
 سے یہ سلوک کیا کہ برو ز فتح مکہ شہنشاہ دیا کہ جو مکان میں ابی سفیان کے پناہ
 لیا گا اسے امان ہی۔ ہندہ نے کہ حضرت امیر عمرہ کو مسئلہ کیا تھا اور کلیجہ چھپا پٹھا۔
 اس کے حق میں دعا سے برکت و محبت فرمائی۔ حضرت علی اپنے قاتل کو پہلے وہی کھاتے
 تھے جو آپ کھاتے تھے اور تا کہ بد تھی کہ کسی طرح سے اسکو تکلیف نہ ہو حضرت امام
 جعفر نے فرمایا کہ یہ کلمہ نہ پڑھو۔ لیکن کانام نہ بتایا کہ ایسا نہ ہو امام حسین اسکو مانگ لیا۔

معاہدہ یہ ہے جو کچھ کیا ظاہر ہو یا وہ جو اس کا زہری عداوت کے حضرت امام حسینؑ بالکل حکومت اور حکومت سے ہاتھ کھینچ کر غنہ نشین ہوئے۔ حضرت امام حسینؑ جب زخمی ہوئے پہلو کو گھڑا لیسے گئے۔ اور شہر پر ارادہ کاٹنے سر کے سینہ پر چڑھا تو آج فرمایا یا ایتھام خدا سے ڈر۔ ایسی شقاوت ذکر۔ اب بھی میرے کنا مان۔ سبھی فوج کے سرداروں کو معاذ ابن سعد وغیرہ کے سمجھا دے کہ تم سب کی خوشی حسب دلخواہ ہوگی میرے مرنے میں اب کچھ باقی نہیں ہے۔ لیکن اب بھی تم لوگ میرے سامنے توبہ کرو تو قیامت کے دن اپنی شفاعت سے بخشو لو نگاہ جب یزید پلید اپنے اپنے پر پکھتا یا تو اس زمین العابدین سے کہا کہ یا حضرت جو کچھ تمہارے اہل بیتان دین ظاہر ہو کر میری بخشش کی کوئی صورت تجویز کر دیجئے۔ اپنے ایک نماز کی ترکیب اور سکو قتل آئے۔ اور فرمایا کہ اس نماز کو نہ پڑھ لیا کرے تو عجب نہیں کہ قہری بخشش ہو۔ چنگا۔ اور میں جب حضرت کے چہرہ مبارک پر چوٹ لگی۔ اور سنگ لوں پھٹو دینے لگا تو کہ دانت کہ ٹھیکہ کیا۔ نہ کہ کھلے رخسارہ پاک میں گھس گئے۔ آپ کے موقوفہ سے توجہ نہ لیا کہ پڑھا تھا باوجود اسے اذیت و درد کے بھروسہ بددعا کے آپ یہ دعا ایتھام فی اللہ اہل قوسہ بنی اہل علمون۔ یعنی اسی اللہ ہدایت کر میری قوم کو کہ یہ نہیں جانتے ہیں میرے رتبہ کی۔ سبحان اللہ او دہرے یہ جفا اور یہ ہر سے یہ عطا پس امید ملنا تو ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اور اس قدر سے ہوتا چلا جائیگا وہ تلوار سے جبراً ہونی کا اثر نہیں والا نہیں ہو۔ انکی زبان ان کے اختیار میں ہی چاہئے کافر کہیں چاہتے مشرک۔ بت پرست کہیں چاہتے مردود ملعون۔ ہرگز نہ مانو اور رسول قبول داد کے آل و اصحاب کی پیروی سے مت ڈگو۔ بلکہ مناسب

والتسب یہ ہے کہ اگر وہ مارین تم دولار و وہ گالیان دین تم دعوہ و وہ برای سے پیش آوین تو تم جلائی سے وہ زہر دین تو تم شکر شعر بر بے گرنہ اپنی باز آے ہینگ کیون شکی سے اپنا ہاتھ اٹھائے ۱۴ اور ہمیشہ خدائی در گاہ میں انکی ہر ایتکی دعا مانگو کہ اشر بقولے انکے دل کو بغض مایں چلیا السلام سے پاک و صاف کرے۔ ۱ اور اپنی مغفرت بخشش کیواسطے ہمیشہ یہ وردنیاں رکھو۔ الہی بحق نبی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی فاطمہ اگر دعوہ تم رد کنی در قبول + من و دست و دامن آل رسول + +

—————

بتاریخ دوم ماہ ذیحجہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق ۲۲ - ماہ اگست ۱۹۵۵ عیسوی یوم دوشنبہ بمقام لکھنؤ محلہ فرشتخانہ وزیر گنج باہتمام کمترین سید عابد علی در مطبع حسینی اثنا عشری طبع گردید

اطلاع

یہ کتاب خاص اسطے حضرات اہل سنت و جماعت کے چھپی ہے فقط

